4003

Marfat.com

PUNJAB UNIVERSITY LIBRARY LAHORE

Marfat.com

4003

شاہ فیصل شہید

Marfat.com

شاہ فیصل اور نکسن

شاہ فیصل، سادات مرحوم کے ساتھ

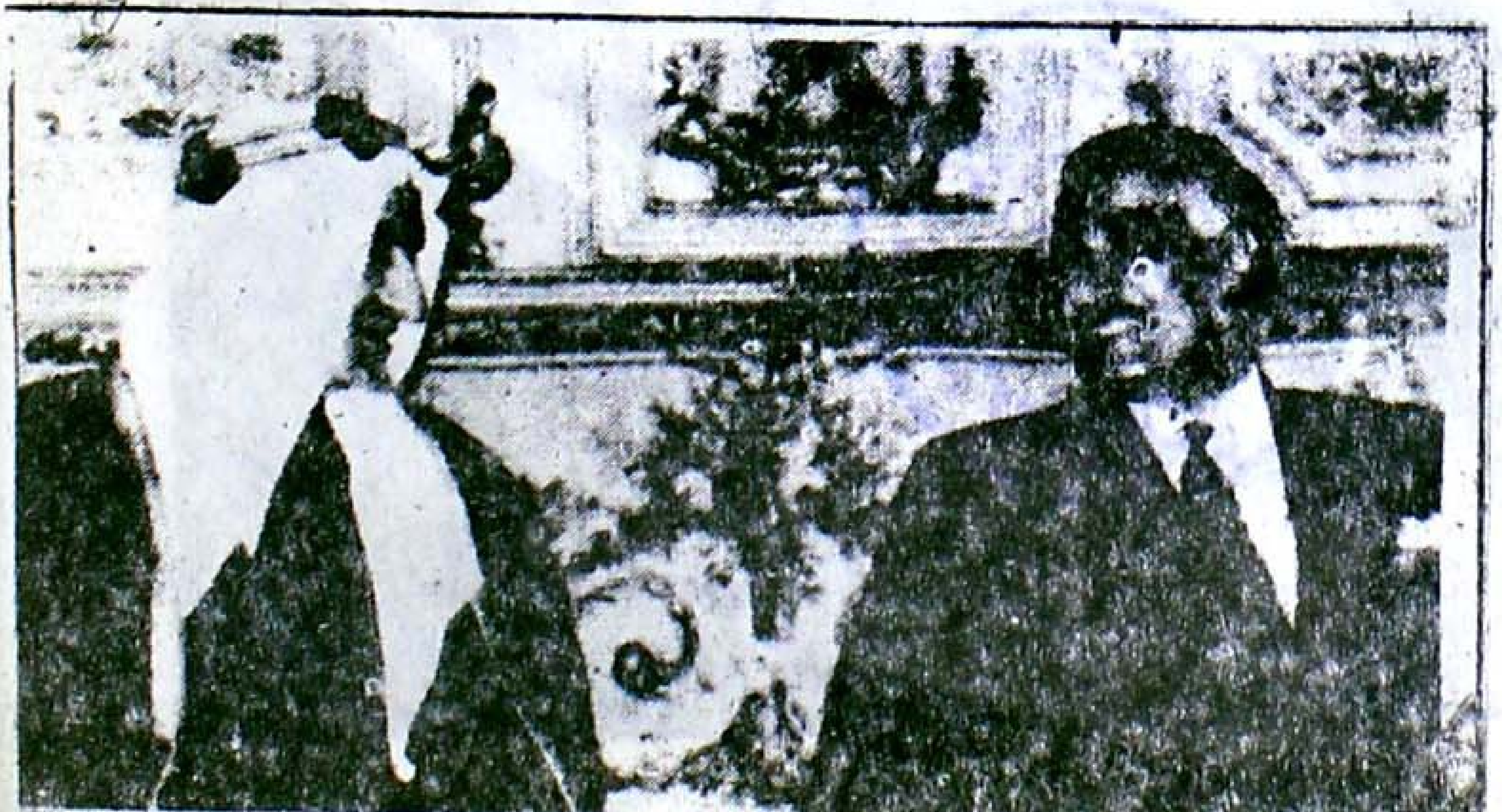

شاہ فیصل اور کرنل جمال عبدالناصر

Marfat.com

شاہ فیصل شہید

تصنیف

ایم۔ ایس۔ ناز

جلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
ذخیرہ
لاہور پاکستان

مقبول اکیڈمی

ادبی مارکیٹ، چوک انارکلی، لاہور

Marfat.com

87269

~~69769~~

جملہ حقوق محفوظ

طابع ——— ملک مقبول احمد
مطبع ——— شاہ اینڈ سنز پریس پرنٹرز۔ لاہور
قیمت ——— پندرہ روپے

مقبول اکیڈمی، لاہور

Marfat.com

انتساب

عالم

اسلام

کے

نام

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

Marfat.com

حیاتِ فیصل ـــــ ایک نظر میں

- ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں ریاض میں ولادت ہوئی۔
- دینی تعلیم نجدی علماء سے حاصل کی۔
- ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء میں حکومت برطانیہ کی دعوت پر سیاسی گفت و شنید کیلئے لندن تشریف لے گئے۔
- ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء میں نجدی افواج کے حملہ عسیر کے وقت سالارِ لشکر تھے۔
- ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء میں جدہ پر کامیاب حملہ کیا اور شریف حسین کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حجاز کو خیرباد کہنے پر مجبور کر دیا۔
- ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء میں وزیر خارجہ مقرر ہوئے۔
- ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۹ء میں موتمر فلسطین لندن میں حکومت سعودیہ کی نمائندگی کی۔
- ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۵ء میں سان فرانسسکو میں اقوام متحدہ کے منشور کی تیاری میں حصہ لیا اور سعودی وفد کی قیادت کی۔
- ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء میں سلطان عبد العزیز کے انتقال اور سعود بن عبد العزیز کی تخت نشینی پر ولی عہد سلطنت منتخب کئے گئے۔
- ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء میں وزیر مالیات اور پھر وزیر دفاع کی حیثیت سے تقرری ہوئی۔
- ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء میں سعود بن عبد العزیز کی طویل علالت اور ملکی فرائض کی انجام دہی میں معذوری کے سبب، شرعی فتویٰ کی بنا پر مجلس وزراء اور شاہی خاندان کے معززین نے ۲ر نومبر کو مملکۃ العربیۃ السعودیۃ کا فرمانروا تسلیم کر لیا۔
- ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء کو شاہ فیصل اپنے بھتیجے فیصل کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ۲۶ر مارچ کو انہیں سپرد خاک کیا گیا۔

Marfat.com

روشنی

صفحہ نمبر

تاثرات ——— مولانا کوثر نیازی	۹
صریرِ خامہ، نوائی فغاں ——— پیش لفظ	۱۲
وداعاً ——— یا فیصل	۲۲
زندگی کے لیل و نہار	۳۳
فیصل ——— عظمت کا نشان	۴۴
تیل کی جنگ کا ہیرو	۵۴
دنیا کی ممتاز ترین شخصیت	۶۴
دشمن کہتے ہیں	۷۹
شاہ فیصل اور پاکستان	۸۶
قاتل فیصل غدار فیصل	۱۰۳
شاہ فیصل کا سعودی عرب	۱۱۲

Marfat.com

شاہ فیصل کا شجرہ نسب

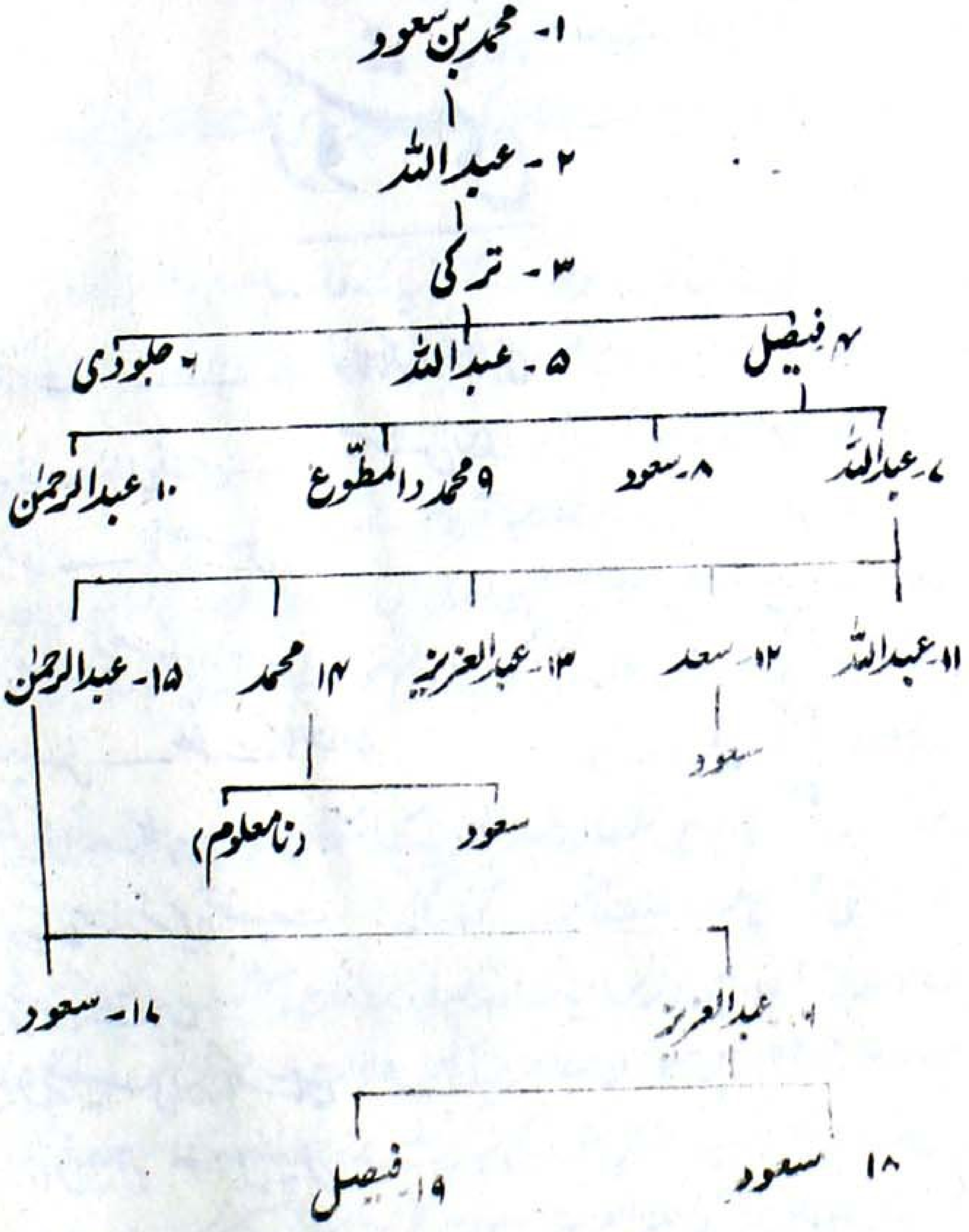

Marfat.com

تاثرات

از جناب مولانا کوثر نیازی

یہ ۲۵ر مارچ ۱۹۷۵ء کی شام تھی

میں پشاور جانے کے لئے تیاری میں مصروف تھا، کیونکہ اگلے روز مجھے چوک یادگار میں عید میلاد النبی کے ایک جلسے میں شرکت کرنا تھی۔ مصروفیات کی بنا پر اس روز میں خلافِ معمول شام پانچ بجے کی خبریں بھی نہ سن سکا۔ غالباً شام کے چھ بجے میں اپنے کمرے سے باہر آیا۔ نیچے ڈرائنگ روم میں دو مہمان میرے منتظر تھے۔ میں گیلری سے گزر کر ڈرائنگ روم کی طرف جا ہی رہا تھا کہ ٹی وی سے شاہ فیصل کی شہادت کی خبر سنائی دی۔ میں جہاں تھا وہیں رک گیا جسم میں ایک ایک خون کا قطرہ شدت احساس سے جلنے لگا۔ دل و دماغ میں آندھیاں سی چلنے لگیں۔ جسم کا ایک ایک عضو جیسے فالج کی زد میں آگیا۔ ارادے کی ساری قوتوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ چند لمحے میں اسی کیفیت سے دوچار رہا۔ پھر دل کو سنبھالا اور ڈرائنگ روم کو چل دیا، دل کے کسی گوشے سے بار بار آواز اٹھتی تھی،، نہیں نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا،،

Marfat.com

لیکن ایسا ہو چکا تھا۔ میرے مہمان حضرات نے بھی اس ہولناک خبر کی تصدیق کر دی۔ میں سوچنے لگا کہ کتنی ہی باتیں انسان چاہتا ہے۔ لیکن پوری نہیں ہو پاتیں اور کتنی باتیں انسان کی خواہش اور مرضی کے خلاف ہو جاتی ہیں۔ میں نے سوچا کہ سعودی سفیر سے ٹیلیفون پر رابطہ قائم کر دوں اور فیصل کی شہادت پر اظہار تعزیت کروں۔ مگر میں نے اپنے آپ میں اتنی ہمّت محسوس نہ کی کہ سعودی سفیر سے اس سانحہ پر بات کر سکوں۔ چنانچہ میں نے اپنے سیکرٹری کے ذریعے اظہار تعزیت کیا۔ اس وقت میرے ذہن میں شاہ فیصل کی بے وقت شہادت کے بارے جو پہلا تاثر ابھرا، وہ یہ ہی تھا کہ آج عالم اسلام یتیم ہو گیا ہے۔

یوں تو مجھے شاہ فیصل شہید کی زندگی میں کم وبیش ان سے بائیس مرتبہ شرفِ ملاقات حاصل ہوا لیکن میرے ذہن سے ایک ملاقات کا نقش کبھی محو نہ ہوگا۔ یہ ان دنوں کا ذکر ہے، جب مشرقی پاکستان ہم سے جُدا ہو گیا تھا۔ ہر دل اداس تھا اور ہر آنکھ پُرنم۔ میں پاکستانی نمائندے کی حیثیت سے شاہ فیصل سے ملا۔ مشرقی پاکستان کے المیے، تازہ ترین صورتحال اور دوسرے مسائل پر تبادلہ خیال ہوا۔ میں نے دیکھا کہ دوران گفتگو شاہ کی آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے اور پلکوں پر چمکتے ہوئے ستارے پاکستان سے ان کی والہانہ محبت کی داستان کہنے لگے اور پھر جب میں رخصت ہونے لگا تو آپ پروٹوکول (شاہی آداب) کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مجھے دروازے تک الوداع کہنے آئے۔ انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور پھر مجھے بوسہ دیا۔ اس واقعہ کو میں زندگی میں کبھی فراموش نہ کر سکوں گا۔

میں آج تک وہ ملاقات بھی نہیں بھول سکا، جب دسمبر ۱۹۷۴ء میں پاکستان کے

Marfat.com

شمالی علاقوں میں ہولناک زلزلہ آیا تھا۔ اس وقت میں حج وفد کے ساتھ سعودی عرب ہی میں تھا۔ زلزلہ کی خبر میں نے سعودی اخبارات میں پڑھی۔ اگلے روز شاہ فیصل سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے مجھ سے ہلاک شدگان کی تعداد پوچھی۔ حقیقت میں مجھے ان کی صحیح تعداد معلوم نہ تھی۔ میری خاموشی پر انھوں نے ہلاک شدگان کی صحیح تعداد بتائی اور میں تصویر حیرت بن گیا کہ ایک غیر ملک کا بادشاہ ہونے کے باوجود شاہ کو پاکستان سے کس قدر دلچسپی ہے، اسی وقت میری موجودگی ہی میں شاہ فیصل نے زلزلہ زدگان کے لئے دس ملین روپے کی امداد کا اعلان کیا۔

شاہ فیصل کی موت ایک عظیم سانحہ ہے۔ ایسا سانحہ جو مدتوں دلوں میں بے قرار رہے گا۔ میرے خیال میں تاریخ عالم اسلام ایک بار پہلے بھی ایسے ہی خلاء سے دوچار ہو چکی ہے اور یہ خلاء صلاح الدین ایوبی کی موت سے پیدا ہوا تھا۔ گو اس مردِ مجاہد جیسا عظیم انسان آج تک دوبارہ پیدا نہیں ہو سکا مگر یہ قانونِ قدرت ہے کہ وہ کسی خلاء کو کبھی خلاء نہیں رہنے دیتی ہر خلا کار آخر کار کسی نہ کسی وقت کسی خاص موقع پر پورا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ عالمِ اسلام اپنی تاریخ میں دوسری بار ایک مرتبہ دوبارہ خلاء محسوس کر رہا ہے۔ لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے امید ہے کہ وہ شاہ کی موت کے بعد کوئی ایسا مردِ حق پیدا کرے گا، جس میں شاہ فیصل کی سی تدبر و فراست ہو گی اور شجاعت و مردانگی بھی۔ ہم شاہ خالد کی شخصیت میں ان تمام خصوصیات کا پرتو دیکھتے ہیں۔

میری شاہ خالد سے بھی ملاقات ہوئی ہے۔ میں نے ان کی ذات میں عظمتِ کردار کی جھلک دیکھی ہے۔ ان کا دل بھی شاہ فیصل کی طرح مسلمانوں کی محبت سے

Marfat.com

لبریز ہے۔ وہ بھی شاہ فیصل کی طرح پاکستانیوں کے لئے چاہت کا جذبہ رکھتے ہیں، حتیٰ کہ ان کا ذاتی معالج بھی پاکستانی ہے، جو کہ کئی برسوں سے ان کے ہمراہ ہے۔ جہاں تک شہزادہ فہد کا تعلق ہے، تجربے کی دولت اور عقل و فراست ان کو اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملی ہے۔ پر پیچ راہوں سے گذر کر وہ اس مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ کوئی مسئلہ خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ انہیں ایک لمحہ کو بھی خائف نہیں کر سکتا۔ صبر و ضبط اور تحمل و بردباری ان کی شخصیت کا خاصا ہیں۔ وہ ہر مسئلے کا اطمینان سے جائزہ لیتے ہیں۔ بین الاقوامی حالات کی کسوٹی پر اسے پرکھتے ہیں اور فہم و ادراک سے اس کا ایسا حل تلاش کرتے ہیں۔ جو ہر لحاظ سے معقول اور مناسب ہوتا ہے۔

مستقبل کی چلمن اٹھانے سے کن حالات کا چہرہ دیکھنا پڑے گا؟ اس کا صحیح فیصلہ تو آنے والا وقت ہی کر سکے گا۔ لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس بات کی پوری توقع ہے کہ شاہ خالد اور شہزادہ فہد فیصل مرحوم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے منزل کا سراغ پالیں گے اور سعودی عرب کو ترقی سے ہمکنار کریں گے۔ ہمیں یہ بھی امید ہے کہ ان کی قیادت میں پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات مزید مستحکم ہوں گے اور دونوں ملکوں کی دوستی، خلوص اور اپنائیت کی بنیادوں پر پروان چڑھے گی۔

Marfat.com

صریرِ خامہ، فغاں فغاں

پیش لفظ

لمحے بیت گئے اور میں ابھی تک حیران و پریشان، اداس اداس اور غم سے نڈھال وقت کی دہلیز پہ کھڑا ہوں بیہ ادل دھڑک رہا ہے۔ آنکھیں متلاشی ہیں اور بتیابیٔ دل کہہ رہی ہیں سہ

آہٹ پہ کان، در پہ نظر، دل میں اضطراب
ستم کشوں سے پوچھو، مزہ انتظار کا

میں منتظر ہوں اور منتظر ہی رہوں گا، اس برگزیدہ شخصیّت کا، جسے میں نے گذشتہ دنوں لاہور کی بادشاہی مسجد میں سجدہ ریز دیکھا تھا۔ اس شخص کی آنکھوں سے اشکوں کی بارش ہو رہی تھی۔ اور اس کے چہرے پہ تقدس کی لکیریں اُبھری ہوئی تھیں۔ یہی وہ شخصیت تھی، جو لوبلان سے جولان تک فرزندانِ توحید کو ایک خدا، ایک رسول، اور ایک کتاب کے پرچم تلے متحد دیکھنا چاہتی تھی، اس کے لبوں پہ یہ دُعا تھی۔

اے خدا، ہمیں کفّار پہ فتحِ عظیم عطا فرما (آمین)

دُعا ختم ہو گئی، لیکن یہ الفاظ میرے کانوں میں گونجتے رہے آج بھی اس

Marfat.com

برگزیدہ شخصیت کا پَرتو میری نظروں کے سامنے ہے اور اس کے دُعائیہ جملے میرے کانوں میں گونج رہے ہیں — کہتے ہیں وہ شخصیت اب اس عالمِ رنگ و بو میں موجود نہیں۔ مگر مجھے اس کا یقین نہیں۔ پھر یہ الفاظ بار بار میرے سامنے دہرائے جاتے ہیں کہ شاہ فیصل تو شہید ہو چکے ہیں، تم نہ جانے فرزانوں کی اس بستی میں دیوانوں کی طرح انہیں کیوں تلاش کر رہے ہو۔ یہ سُن کر میری آنکھیں بھیگ جاتی ہیں اور میں تھرا جاتا ہوں گویا اپنے دوست سیف زلفی کی زبان میں

میں اتنی شدت سے رو رہا ہوں — کہ آستین بھی لہو لہو ہے

مرے خیالوں کی سرزمیں بھی لہو لہو ہے

مرے تصور کی رہ گزر بھی —— دھواں دھواں ہے

مرے قلم کی صریرِ دلکش، فغاں فغاں ہے

مری نگاہوں میں تیرگی سی بچھی ہوئی ہے۔

کہ ایک مہتاب بُجھ گیا ہے۔

وہ ایک مہتاب بُجھ گیا ہے — کہ جس کی ضَو سے

مری طریقت کی رہ گزر بھی چمک اُٹھی تھی۔

مری فراست کی ہر سحر بھی چمک اُٹھی تھی۔

مری رفاقت ہے چاک داماں

کہ ایک ساتھی۔

اچانک اک حادثے کی رو میں بچھڑ گیا ہے۔

مری اخوت کا ہنستا بستا حسین گلشن اجڑ گیا ہے۔

Marfat.com

مرے وطن کا عظیم محسن

مرے وطن کے ہر ایک باسی کو اپنا بھائی سمجھنے والا
وہ دوستی کا حسین اُجلا
جو ذہن و دل کی روش روش پہ — تدبروں کی بجلی کرنیں بکھیرتا تھا
وہ اک اجالا — اندھیری شب نے نگل لیا ہے
وہ ایک رہبر بچھڑ گیا ہے۔
جو بھائی بھائی کے قافلوں کو — اخوتوں کی ڈگر دکھا کر
بس ایک مرکز پہ لا رہا تھا۔
قدم قدم پہ جو حکمتوں کی — سنہری مشعل جلا رہا تھا
مگر یہ کیسی ہوا چلی ہے۔
بہار کی رت بدل گئی ہے — کسی کی تدبیر چل گئی ہے۔
وہ اک جری — اپنے خون میں ڈوبا۔
کہ جس کی ہیبت سے، دبدبے سے — تمام دشمن ڈرے ڈرے تھے
کہ جس کی روشن فراستوں سے — مہیب سائے پرے پرے تھے۔
وہ ایک رہبر
رسولِ اکرم کی سرزمین کا — عظیم رہبر
میرے وطن کا عظیم محسن — وفا کا پیکر
کچھ ایسی نازک گھڑی میں — ہم سے جدا ہوا ہے
تدبرِ زیست کے افق پہ — خلا سا آنکھوں میں گھومتا ہے۔

Marfat.com

وہ ایک مرد بلند ہمت — ہمیں تھی اس کی بڑی ضرورت
وہ اس صدی کا عظیم رہبر — سلام اس پہ
ہر ایک بچّے کا
مرد و زن کا سلام اس پہ
میرے وطن کا سلام اس پہ — جو بچھڑ گیا ہے۔

شاہ فیصل ہم سے کیا بچھڑے، پوری دنیا ہمیں داغِ مفارقت دیتی ہوئی نظر آئی اور میں نے خود کو ہی نہیں، پاکستانی قوم اور ساری ملّتِ اسلامیہ کو وقت کی دہلیز پر کھڑے تھے۔ وہ وقت، جو کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔ طوفانوں اور سیلابوں کے رُخ اور سمندر کے بہاؤ، اس کی رفتار کو روک نہیں سکتے۔ وہ بڑھتا ہے اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ دوست ہو کہ دشمن، وہ کسی کا لحاظ نہیں کرتا اور سب کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جاتا ہے۔ شاہ ہوں یا گدا — وقت شہنشاہی اور فقیری میں بھی کوئی تفاوت روا نہیں رکھتا، بلکہ سب پہ ایک جیسی اپنی روا بچھا دیتا ہے۔ پاسبانِ حرم شاہ فیصل کے ساتھ بھی وقت نے یہی سلوک کیا اور ملّتِ اسلامیہ کو ان سے جدا کر دیا۔ آج ہر فردِ کی نگاہیں اشکبار ہیں اور دیدہ و دل فرش راہ کئے ان کی منتظر، مگر وہ اس دنیا میں جا چکے تھے۔ جہاں وقت کی کوئی قید نہیں اور جہاں سے کوئی لوٹ کر واپس نہیں آتا۔

شاہ فیصل، اسلامی اتحاد کے بہت بڑے علمبردار تھے۔ انھوں نے مسلمانوں کو اپنے اختلافات ختم کر کے آپس میں شیر و شکر ہو جانے کی زبانی کلامی تلقین ہی نہ کی۔ بلکہ اپنی خداداد فراست، تدبر اور دوسروں کو اپنا ہمنوا بنانے کی بے پناہ

Marfat.com

صلاحیتوں سے کام لے کر انھوں نے کئی روٹھے ہوئے بھائیوں کو گلے سے ملایا اور جب وہ گلے سے مل گئے تو سارے گلے جاتے رہے یہ شاہ فیصل ہی کی مساعی جمیلہ اور انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ وہ عرب ممالک بھی باہمی اتحاد واشتراک پر آمادہ ہو گئے جو ایک دوسرے کی صورت دیکھنے کے بھی روادار نہ تھے۔ تین سال قبل کیا کوئی یہ تصور کر سکتا تھا کہ شام اور اردن کے اختلافات دور ہو جائیں گے یا کبھی شاہ حسین اور یاسر عرفات ایک میز پہ بیٹھ کر اکٹھے کھانا کھائیں گے اور پھر سیاسی طور پہ ایک دوسرے کو تسلیم بھی کر لیں گے۔ ایسے معجزہ نما کارناموں کا سہرا شاہ فیصل کے سر ہے، جنہوں نے اپنی شخصیت کے جادو سے تمام مسلمانوں کو اکٹھا کیا۔ ان کی حیرت انگیز کامیابی کا سبب یہ تھا کہ انھوں نے عالم اسلام کے عظیم تر مقاصد کے راستہ میں اپنی چھوٹی انا کو کبھی سد راہ نہیں بننے دیا۔ وہی مصر اور شام جو ایک زمانے میں ان کے بدترین دشمن گردانے جاتے تھے، جب صیہونی جارحیت کا نشانہ بنے تو شاہ فیصل نے ساری پرانی رنجشوں اور دیرینہ اختلافات کو فراموش کر کے صرف قدمے اور سخنے ہی نہیں، دامے اور درمے بھی ان کی انتہائی فراخدلی سے امداد کی۔ شاہ فیصل محض ایک ملک کے حکمران یا صرف ایک فرد نہیں تھے، وہ ایک ادارہ تھے، ایک تحریک تھے، ایک تلوار تھے جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے لیے ہمیشہ بے نیام رہتی تھی۔ افسوس موت کے ظالم ہاتھوں اور قاتل کی خون آشام گولیوں نے دنیائے اسلام کو اُن سے اس وقت محروم کر دیا، جب ان کی خدمت کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔

Marfat.com

شاہ فیصل کی شہادت عالمِ اسلام کے لیے ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ یہ ایک ایسا زخم ہے جو شاید کبھی مندمل نہ ہو سکے۔ ایسی شخصیت تو صدیوں کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ جو پوری انسانیت کے لیے باعث احترام ہو فیصل شہید ملتِ بیضا کے جسدِ اجتماعی میں قلب کی حیثیت رکھتے تھے جو ہر وقت مسلمانوں کی امداد کیلیے دھڑکتا رہتا تھا، ہر لمحہ ان کی یہی کوشش اور تمنا ہوتی کہ دنیا بھر کے مسلمان ایک اور نیک ہو جائیں۔ ہر ایک کا قدم دوسرے سے وابستہ اور پیوستہ نظر آئے وہ قدم سے قدم ملا کر چلیں اور انفرادیت کے زعم و احساس کو ختم کر کے منزلِ مقصود کی جانب اجتماعیت کے جذبے سے رواں دواں ہوں۔

فلسطین کی جنگِ آزادی ہو یا کشمیر کا مسئلہ، یہودیوں کے خلاف جنگ میں عرب ملکوں کی بھرپور مدد کرنے کا تعلق ہو یا تیل کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کی بات شاہ فیصل کی شخصیت ہر معاملے میں پیش پیش نظر آئی۔ ان کے زندگی کے ان ہی کوششوں کو اجاگر کرنے اور ان کی خدمات جلیلہ کو محفوظ کرنے کے لیے میں نے یہ کتاب لکھی ہے تاکہ آنے والے دور کا مورخ عالمِ اسلام کے اس بطلِ جلیل اور پاسبانِ حرمین الشریفین کے کردار کی عظمت کا اندازہ لگا سکے۔

میری یہ تالیف سعودی عرب کے عوام کے لیے اہلِ پاکستان کی طرف سے اس محبت و عقیدت کا نذرانہ ہے، جو پاکستانیوں کو شاہ فیصل سے تھی، حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے عوام شاہ فیصل کی موت کو اپنے لیے ایک ذاتی نقصان تصور کرتے ہیں، کیونکہ خود شاہ فیصل اس ملک کو اس طرح عزیز سمجھتے تھے جس طرح کہ انہیں سعودی عرب عزیز تھا۔ اس کی مساعی میں

Marfat.com

انہوں نے ہمیشہ بڑی سرگرمی سے حصّہ لیا۔ پاکستان پر جب بھی کوئی آفت نازل ہوئی یا اس پر کوئی مشکل وقت آن پڑا، شاہ فیصل نے اس کی اعانت و تائید اور پشت پناہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اس ملک پر ان کے اتنے احسانات ہیں اور پاکستان کے لوگوں کو ان سے اتنی عقیدت ہے کہ جس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں۔ میں نے کتاب کی تسوید کا آغاز ان ہی ابواب سے کیا ہے اور پھر شاہ فیصل کی ذاتی زندگی سے لیکر ان کے قتل تک بین الاقوامی حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ شاہ فیصل نے عالم اسلام کے اتحاد کے جو کوششیں کیں اور سامراجی طاقتوں کو زیر کرنے کے لیے تیل کو جس طریقے سے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا، اس بارے میں بھی بہت سی باتیں اس کتاب میں ملیں گی۔

شاہ فیصل کے قتل کے پس پردہ کیا کوئی سازش کارفرما تھی! ۔ میں نے اس کا تجزیہ بھی مختلف تبصرہ نگاروں کے حوالے سے کیا ہے۔ نیز جگہ جگہ شاہ فیصل کے وہ ارشادات بھی قلمبند کر دیئے ہیں، جو آج ہمارے لیے مشعل راہ ہیں اور جنہیں ہم حرزِ جاں بنالیں، تو دنیا کی کوئی طاقت عالمِ اسلام کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ مجھے اُمید ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد سعودی عرب کے عوام کے ذہنوں میں اس شعور کی تصدیق ہو جائے گی کہ اہلِ پاکستان ان کے دکھ سکھ میں ہمہ وقت برابر کے شریک رہتے ہیں۔

اس وقت جب کہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں، مجھے عرب اسرائیل جنگ کا وہ واقعہ یاد آرہا ہے جو ہفت روزہ "ٹائم" میں شائع ہوا۔ اس میں لکھا تھا کہ اسرائیل کی نظر میں مسجدِ اقصیٰ پر قبضہ کرنے کے بعد اب خانہ کعبہ اور روضہ رسولؐ

پر لگی ہوئی ہیں ۔ رات کا وقت تھا اور یہ ڈر تھا کہ یہودی اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کی خاطر، عربوں کی عارضی شکست کے نشے میں بدمست ہو کہ کہیں روضۂ رسول پر بھی بمباری نہ کر دے ۔ اس لئے سارے مدینہ شہر اور روضۂ رسول کی بتیاں گل کر دی گئیں ۔ ٹائم' کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ میں اس وقت سرزمین حجاز میں تھا اور مدینے کی گلیوں میں پھر رہا تھا کہ سعودی عرب کے لوگ بچوں کی طرح روتے اور بلکتے ہوئے اپنے اپنے گھروں سے نکل آئے اور پکارنے لگے کہ روضۂ رسول کی بتیاں روشن رہنے دو ۔ آج تک تاریخ میں بھی ایسا نہیں ہوا کہ کبھی یہاں کی بتیاں اور قمقمے گل کئے گئے ہیں ۔ خدا کی قسم جب تک پاکستان زندہ و پائندہ ہے، ہمیں کسی قسم کے حملے کا کوئی خطرہ نہیں ۔ پاکستان اور پاکستان کے عوام اور ان کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں ۔

سعودی عرب کے عوام کو پاکستان کے لوگوں سے کس قدر محبت ہے، اس کا اندازہ مذکورہ واقعات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے ۔ ایسے بہت سے واقعات بھی رونما ہوتے رہے ۔ جو اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ پاکستان اور سعودی عرب کے عوام ایک ہیں ، ان جذبات و احساسات کی روشنی میں شاہ فیصل کی شہادت پر ہر پاکستانی کا دل مغموم اور آنکھیں اشکبار نہ ہوتیں ۔ یہ کیسے ممکن تھا! اور پھر پاکستان کے اس بطل جلیل اور پاسبان حرمین الشریفین پر پاکستان میں کتابیں نہ شائع ہوں، یہ بھی ناممکن ہے ۔

شاہ فیصل کی شہادت کے بعد پاکستان کے عوام اور پوری ملت اسلامیہ بجا طور پر سعودی عرب کے نئے حکمران اور شاہ مرحوم کے برادر عزیز شاہ

Marfat.com

خالد بن عبدالعزیز سے بے پناہ توقعات رکھتی ہے کہ وہ ان ہی اصولوں پر گامزن رہیں گے۔ جو شاہ فیصل نے عالمِ اسلام کی فوز و فلاح اور اتحاد و ارتباط کیلئے وضع کئے تھے۔ میں نے موضوع کے اعتبار سے کتاب کی اہمیت و افادیت کو بڑھانے کے لئے جناب مولانا کوثر نیازی کے تاثرات کو حرفِ اوّل کے طور پر شامل کیا ہے۔ شاہ فیصل کو انھوں نے متعدد بار بڑے قریب سے دیکھا، ان سے گلے ملے اور کئی کئی گھنٹے باتیں کیں۔ بنا بریں شاہ خالد اور شہزادہ فہد کی اہلیت و صلاحیت کے بارے میں بھی انہیں بہت سی وہ باتیں معلوم ہیں جو ہم نہیں جانتے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ فیصل کی شہادت پر مولانا کوثر نیازی کے جذبات میں نے شاملِ اشاعت کئے ہیں۔ مولانا اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں اور میں شروع ہی سے ان کے اندازِ بیان کا شیدائی رہا ہوں۔ وہ پُرمغز شاعر، شعلہ بیان خطیب و ادیب ہونے کے علاوہ میرے محسن بھی ہیں۔ ایسے موضوعات کے لئے ان کی تحریریں ہمیشہ میرے لئے مشعلِ راہ رہی ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ ان کی عمر دراز ہو۔ (آمین)

میں شاہ فیصل کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے میں کس حد تک کامیاب رہا ہوں، اس کا فیصلہ تو قارئین، کتاب پڑھنے کے بعد ہی کر سکیں گے۔ تاہم میرے نزدیک ان کی ہر رائے مقدم ہو گی۔

والسلام

آپ سب کا

ایم۔ ایس ناز

۱۹۲ ستلج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن

لاہور

Marfat.com

وداع ــــ یا فیصل

سعودی عرب کے دلکش اور جدید شہر ریاض پر حزن و ملال کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ سڑکیں ویران اور بازار سنسان پڑے تھے۔ ایک روز قبل یہاں جشنِ عید میلاد النبیؐ کی گہما گہمی تھی۔ لوگوں نے بڑے ذوق و شوق سے عمارتوں کو رنگ برنگ جھنڈیوں اور برقی قمقموں سے سجایا تھا۔ سرورِ کائنات رحمت اللعالمین کی ولادت باسعادت کی یاد میں ریاض کے شہری اپنی روایات کے مطابق دو تین روز سے تیاریوں میں مصروف تھے۔ لیکن منگل کے روز جب کہ یہ جشنِ مسرت شباب پر تھا، ایک جنونی شہزادے فیصل بن مساعد کی گولیوں نے رحمت اللعالمین کے سچے عاشق، پاسبانِ حرم اور سعودی عرب کے مسلمانوں کے مقبول سربراہ جلالتہ الملک فیصل کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔ اس چراغ کے ساتھ ہی جشن کی تمام رونق بھی ماند پڑ گئی۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے جلالتہ الملک کی شہادت کی خبر سن کر صرف ریاض ہی نہیں، سعودی عرب کے ہر شہر اور قریہ کے لوگ سکتہ میں آ گئے۔ لاکھوں آنکھوں سے سیل اشک رواں تھے۔ ہزاروں مرد و زن دھاڑیں مار مار کر

87269

رو رہے تھے اور ہزارہا ایسے بھی تھے، جن کی زبانیں شدتِ جذبات سے گنگ ہو گئیں اور جن کی آنکھوں کے چشمے صدمے سے خشک ہو گئے۔
دارالحکومت ریاض میں غم و اندوہ کا عالم ناقابلِ بیان تھا، شہر پہ ایک مہیب المیہ کا سایہ پھیل گیا تھا۔ ریاض کے سوگوار شہری روتے پیٹتے اپنے اپنے گھروں سے نکلے اور شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئے۔ محل کی دیواروں کے ساتھ ساتھ غمگساروں کا ایک ہجوم تھا، جن کی گریہ زاری کا سماں دیکھا نہ جاتا تھا۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پہ قرآن حکیم کی تلاوت ہو رہی تھی اور لوگ جلالتہ الملک فیصل کی یاد میں آنسو بہا رہے تھے، جنھوں نے سعودی عرب میں قرآن کریم کو آئین مملکت قرار دیا تھا، جنھوں نے شریعت قرآنی کو اس ملک میں قانونی طور پر نافذ کیا تھا اور جو دن رات اپنے قول و فعل سے قرآن کریم کے دیئے ہوئے ضابطۂ حیات کو نہ صرف سعودی عرب میں جاری و ساری رکھنے کے لیے کوشاں رہے، بلکہ پورے عالمِ اسلام کو اس راستہ پہ گامزن دیکھنا چاہتے تھے۔
بدھ کا دن اس غم و اندوہ کا نکتہ عروج تھا، جب شاہ فیصل سے محبت کرنے والوں کو بادل نخواستہ عالمِ اسلام کے اس بطلِ جلیل کو سپردِ خاک کرنا تھا اور اس مقصد کے لئے تمام مسلم ممالک کے سربراہ اور ارکانِ حکومت اور دنیا کے ہر ملک سے ممتاز افراد جلالتہ الملک کے سفرِ آخرت میں شرکت کے لئے ریاض پہنچ رہے تھے۔ ریاض کے ہوائی اڈہ پہ اس سے قبل کبھی اس منظر کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ مصر، شام، پاکستان، اردن، مراکش اور الجزائر اور دوسرے برادر ملکوں کے سربراہان حکومت آئیں اور ان کے استقبال کے لئے چند افراد

Marfat.com

خاموش کھڑے ہوں۔ شاہ فیصل زندہ ہوتے تو برادر ملکوں سے ان مہمانوں کی آمد پر ریاض کا ہوائی اڈہ دنیا کا سب سے بارونق ہوائی اڈہ بن جاتا۔ سُرخ قالین، رنگ برنگ پرچم، توپوں کی گھن گرج، فضائیہ کے طیاروں کی سلامی، فوج کا گارڈ آف آنر اور نہ جانے کیسا کیسا سامان ہوتا۔ لیکن آج یہ معزز مہمان اداس اور حسرت یاس کی تصویر بنے اپنے اپنے خصوصی طیاروں سے اُتر رہے تھے۔

ریاض کے ہوائی اڈے پر ریاض کے ڈپٹی گورنر معزز مہمانوں کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ مسلم ممالک کے سربراہوں کے خصوصی طیارے علی الصبح ہی ریاض پہنچنا شروع ہو گئے۔ شاہ فیصل کی تدفین کے لئے عصر کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ حکومت کو اس بات کا احساس تھا کہ ریاض اور دوسرے مقامات سے آنے والے لاکھوں شہریوں کی موجودگی میں جنازے کے جلوس اور نماز جنازہ میں شرکت کرنے والے غیر ملکی سربراہوں کے لئے پریشانی کا سامان پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے نماز جنازہ کی ادائیگی اور تدفین کا الگ الگ پروگرام وضع کیا گیا۔

سعودی عرب کے شہریوں اور ارکان حکومت کے لئے آج کا دن متضاد مصروفیات کا دن تھا۔ ایک طرف انتہائی رنج وغم کے ساتھ ملک کے مقبول ترین اور عہد حاضر میں دنیا کے سب سے نیک نفس۔ فقیر منش بادشاہ کو سپرد خاک کرنا تھا اور دوسری طرف ملک کے نئے سربراہ کی حلف برداری کا مرحلہ سامنے تھا۔ جلالۃ الملک فیصل کی شہادت کے بعد شاہی خاندان کی مشاورتی کونسل نے مرحوم کے بھائی ولی عہد شہزادہ خالد بن عبدالعزیز کو ملک کا حکمران منتخب کر لیا تھا مرحوم شاہ کی تدفین سے قبل شاہی محل میں ایک مختصر، سادہ اور باوقار تقریب میں

Marfat.com

شاہ خالد بن عبد العزیز نے شاہ کی حیثیت سے حلف اُٹھایا۔ اس تقریب میں شاہی خاندان کے تمام افراد، سعودی عرب کے دیگر ارکان حکومت، فوجی افسر اور قبائل کے سردار شامل تھے، جنہوں نے شاہ خالد کے حلف اُٹھانے کے بعد اسلامی طریقہ کے مطابق ان کے ہاتھ پہ بیعت کی اور اپنی طرف سے اطاعت اور وفاداری کا یقین دلایا۔

شاہ کے حلف اُٹھانے کی تقریب شاہ فیصل کی تدفین سے قبل ضروری تھی اور یہ تقریب خاموشی کے ساتھ محل کے اندر انجام پائی۔ لیکن محل کے باہر لاکھوں افراد مرحوم شاہ کو آخری خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے جمع ہو رہے تھے۔ شہر کے ہر گوشے سے لوگ سر جھکائے رو مال اور عقال سے آنسو پونچھتے اور بلک بلک کر روتے ہوئے شاہی محل اور مسجد الکبیر کی جانب جا رہے تھے، جہاں مرحوم شاہ کی نمازِ جنازہ ادا کی جانے والی تھی۔

سربراہان مملکت اور دوسرے مسلمانوں کے لئے نمازِ جنازہ کا الگ اہتمام شاہی محل کے نزدیک ایک وسیع پارک مینارۃ الریاض میں کیا گیا تھا۔ جو غیر ملکی مہمان صبح سویرے ریاض پہنچ گئے۔ انہیں ان کے شایانِ شان ہوٹلوں اور شاہی مہمان خانوں میں پہنچا دیا گیا اور وہ ایک بجے نمازِ جنازہ میں شرکت کے لئے مینارۃ الریاض پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ دو بجے شاہ فیصل کی میت اس مقام پہ لائی گئی۔ یہ منظر انتہائی رقت انگیز تھا۔ عالم اسلام کے اتحاد کے علمبردار اور مسلم ممالک کی فلاح و بہبود کے لئے کھڑے ہو گئے۔ لیکن آج وہ ان سے گلے ملتے اور عرب روایات کے مطابق ان کا بوسہ لینے کے قابل نہ تھا۔ اس کے بے جان جسم کو ایک مسہری پہ رکھے

Marfat.com

شاہ خالد بن عبدالعزیز اور دوسرے شہزادے آہستہ آہستہ شاہی محل سے نکلے اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اسے مینارۃ الریاض تک لے آئے۔

ایک وسیع شامیانے میں مصر کے صدر انوار السادات، فلسطینی تنظیم آزادی کے سربراہ یاسر عرفات، شام کے صدر حافظ الاسد، اردن کے شاہ حسین، مراکش کے صدر حبیب بورقیبہ، الجزائر کے صدر ہوری بومدین اور دوسرے دوست جنہوں نے عالم اسلام کے دشمن اسرائیل کے خلاف جہاد میں شاہ فیصل کے شانہ بشانہ کام کیا، جنہوں نے عالمِ اسلام کے اتحاد اور شوکتِ اسلام کی بحالی کے لیے ان کے ساتھ جدوجہد کی، اپنی نشستوں سے اُٹھ کر آگے بڑھے اور ان کی نمناک آنکھوں سے اشکوں کی بارش پھر شروع ہوگئی۔ اس دوران پاکستان کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو اپنے وفد کے ارکان کے ہمراہ مینارۃ الریاض میں داخل ہوئے۔ ان کا طیارہ دو بجے ریاض کے ہوائی اڈے پر اترا تھا۔ ہوائی اڈے سے وہ سیدھے شاہی محل کی جانب روانہ ہوگئے تھے۔

یہ عجیب رقت انگیز منظر تھا۔ سربراہانِ مملکت اور معزز مہمان بڑھ چڑھ کر اپنے عزیز دوست فیصل مرحوم کی میت کو کندھا دے رہے تھے۔ ان میں سے کچھ غم واندوہ سے نڈھال تھے اور کچھ نے اپنا حوصلہ برقرار رکھا تھا۔ وہ شدتِ غم سے لڑکھڑانے والے ساتھیوں کو سنبھالا دے رہے تھے۔

دشمن سے نبرد آزما اور جہاد میں مصروف ممالک کے یہ اولوالعزم سربراہ آج بچوں کی طرح رو رہے تھے۔ اس لیے کہ ان میں سے وہ آدمی اٹھ گیا تھا جو سب سے زیادہ نڈر، سب سے زیادہ بیباک، سب سے زیادہ ذہین اور سب سے

Marfat.com

زیادہ بردبار اور معاملہ فہم تھا۔ اس کے پاس سب سے زیادہ مادی وسائل تھے۔ پھر بھی وہ مادی وسائل کی بجائے اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ کرتا تھا۔ اور اپنے رب کی اسی مدد کے سہارے اس نے تیل کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کا فیصلہ کر کے دنیا کی تمام طاغوتی قوتوں کو للکارا تھا۔ آج وہ بے بس تھا اس لئے وقتی طور پر اس کے یہ ساتھی خود کو کمزور محسوس کر رہے تھے۔ لیکن یہ بھی اس خدا کو ماننے والے ہیں۔ یہ بھی اپنے بھائی فیصل کی طرح سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں۔ جن سے تعلق کی برکت سے فیصل میں اسرائیل اور اس کے ہمنوا ملکوں سے ٹکر لینے کی جرأت پیدا ہوئی تھی۔ یہ سب لوگ اپنی جگہوں سے اُٹھے اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے مرحوم بھائی کے جسدِ خاکی کو مسجد مربع کی جانب لے چلے۔ جہاں وہ اس کے اور اپنے رب کے حضور اس کی مغفرت کے لئے دُعا کرنے والے تھے۔ نماز جنازہ کے لئے اس مسجد کا انتخاب کیا گیا تھا۔ جہاں شاہ فیصل بالعموم نماز جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ اس جگہ نماز جنازہ کا اہتمام صرف سربراہانِ مملکت کے لئے کیا گیا تھا۔ لیکن ریاض کے ہزاروں شہری بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ ان کی آہ وفغاں سے بار بار مجمع پر رقت طاری ہو جاتی تھی اور لوگ آگے بڑھ بڑھ کر نئے حکمران شاہ خالد بن عزیز سے گلے مل مل کر روتے تھے اور ان کو مرحوم بھائی کا پرسہ دیتے تھے۔

شاہ فیصل ایک مقبول نڈر حکمران تھے۔ وہ اپنے عوام سے محبت کرتے تھے اور عوام ان پر جان چھڑکتے تھے۔ اس لئے اُنہوں نے کبھی عوام کے مجمع میں اپنی

Marfat.com

جان کی حفاظت کا اہتمام نہیں کیا تھا اور آج بھی ان کی یہ روایت مینارۃ الریاض میں کار فرما تھی۔ دنیا کے تقریباً تمام مسلم ممالک کے سربراہ یہاں موجود تھے۔ لیکن سکیورٹی کا کوئی اہتمام نہ تھا۔ پستول اور بندوقوں سے مسلح محافظوں کا کوئی وجود نہ تھا۔ عام شہری اور سربراہان مملکت ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کھڑے تھے۔ اسی عالم میں نمازِ جنازہ کے لیے صفیں سیدھی کرنے کا اعلان ہوا اور اسلامی معاشرے کی تابندہ روایات کے مطابق۔ ع

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز

مینارۃ الریاض میں نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے بعد ایک بار پھر شاہ فیصل کی شہادت کے نڈھال ریاض کے شہریوں اور خاص طور پر شاہی خاندان کے وفادار نجدی قبائل کے سرداروں اور دوسرے افراد کی آہوں اور سسکیوں سے دل ہلا دینے والا ماحول طاری ہو گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کلمہ طیبہ اور اللہ اکبر کی صدائیں گونجیں اور ہزاروں افراد کا یہ غمزدہ ہجوم مرنے والے کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا میں مصروف ہو گیا۔

تدفین کی رسوم کا دوسرا مرحلہ اب شروع ہونے والا تھا۔ جنازے کا جلوس مرتب کیا گیا۔ شاہ فیصل کے جسد خاکی پہ ان کا وہ سیاہ جبّہ ڈال دیا گیا، جس میں ملبوس وہ ہمیشہ اپنے عوام سے ملاقات کیا کرتے تھے۔ شاہ کی میّت کو ایک ایمبولینس کار میں رکھ دیا گیا۔ سعودی مسلح افواج کے چند افسر مرحوم شاہ کو آخری بار فوجی انداز میں خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے ایمبولنس کے سامنے چلنے لگے اور سربراہانِ مملکت اپنی کاروں میں اس ایمبولنس کے پیچھے جلوس کی شکل میں شاہی خاندان کے

Marfat.com

مخصوص قبرستان کی جانب روانہ ہوئے۔

یہ جلوس جب شارع فیصل پہ آیا، تو سڑک کے دونوں جانب کھڑے ہوئے ہزاروں افراد اس جلوس میں شامل ہو گئے۔ مینارۃ الریاض سے قبرستان تک تین میل کے فاصلے پر دو لاکھ سے زائد افراد پاسبانِ حرم شاہ فیصل کے آخری دیدار کے لئے جمع تھے۔ ان میں بوڑھے بچے اور جوان سب ہی شامل تھے۔

یہ لوگ بلند آواز میں "فیصل ہمیں چھوڑ کر کہاں چلے" ۔" فیصل ہمارے باپ خدا تمہارے مدارج بلند کرے" کے نعرے لگاتے ہوئے بلک بلک کر رو رہے تھے۔ سڑک کے کنارے عمارتوں کی کھڑکیوں اور چھتوں پر برقع پوش خواتین جمع تھیں اور حسرت و یاس سے اپنے محبوب بادشاہ کی آخری سواری کا یہ دلگداز منظر دیکھ رہی تھیں۔

یہ جلوس بمشکل چار فرلانگ تک ترتیب کے ساتھ چل سکا اور اس کے بعد کھوں افراد کے جلوس میں شامل ہونے کی وجہ سے کاروں کا ساتھ چلنا ممکن نہ رہا۔ س جلوس میں بھی سکیورٹی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ سربراہانِ مملکت مجبوراً اپنی کاروں ے اُتر گئے اور پیدل ہی جنازے کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ دو گھنٹے میں یہ جلوس بِرستان تک پہنچا۔ قبرستان کے قریب مسجد الکبیر میں عصر کی نماز ادا کی گئی جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی نماز عصر کے بعد ایک بار پھر نماز جنازہ ہوئی اور اس کے بعد سسکیوں اور آہ و فغاں کے شور میں مرحوم شاہ کی میّت کو لحد میں اُتار دیا گیا۔

شاہی خاندان کے اس قبرستان میں چند کچی قبریں نظر آ رہی تھیں۔ کسی قبر پر

Marfat.com

پختہ تعویز تو کجا، نام کی تختی تک نہ تھی۔ ان ہی قبروں میں ایک قبر شاہ عبدالعزیز بن سعود کی آخری آرامگاہ ہے۔ جس کے قریب ایک نئی قبر میں عالم اسلام کے بطل جلیل جلالۃ الملک فیصل بن عبدالعزیز کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔

شاہ فیصل کی تدفین اور نماز جنازہ کے موقع پر سعودی عرب کے شہریوں کے علاوہ ریاض اور قریبی علاقوں میں مقیم تمام پاکستانی شہری بھی تھے۔ ان کا حال بھی سعودی عرب کے باشندوں سے مختلف نہ تھا۔ شاہ فیصل کو پاکستان سے جو گہری محبت تھی پاکستان کے لوگ بھی اتنے ہی شاہ فیصل کے شیدائی ہیں۔ اس لیے ان کا غم کسی طرح سعودی شہریوں سے کم نہ تھا اور اس کا اندازہ اس وقت بھی ہوا، جب وزیرِ اعظم بھٹو نماز جنازہ کے لیے مینارۃ الریاض میں داخل ہوئے جب شاہ خالد نے آگے بڑھ کر انہیں گلے لگایا تو وزیر اعظم بھٹو کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور ان کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔ تدفین کے بعد وزیر اعظم بھٹو شاہ خالد سے ملاقات کے لیے شاہی محل گئے اور بیس منٹ تک ان کے ساتھ بات چیت کی۔

شاہ فیصل کی نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کے لیے دنیا کے تیس مسلم ممالک کے سربراہان اور عمائدین کے علاوہ دنیا بھر کے ملکوں کے سرکاری وفود اور ممتاز شہری ریاض پہنچے۔ ان میں قابلِ ذکر وفود کے سربراہوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

- پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو، وزیر مذہبی امور مولانا کوثر نیازی اور وفد کے دیگر ارکان۔
- سوڈان کے صدر جعفر محمد النمیری اور قومی اسمبلی کے صدر رشید الطاہر۔

Marfat.com

- قطر کے حکمران شیخ خلیفہ بن محمد آل ثانی اور ان کے تین وزراء
- ترکیہ کے نائب صدر وزیراعظم زیاد بانا۔
- الجزائر کے صدر ہوری بومدین، مذہبی امور کے وزیر اور ارکان اسمبلی
- اردن کے شاہ حسین بن طلال ولیعہد شہزادہ محمد بن طلال اور وزیر اعظم۔
- تیونس کے صدر حبیب بورقیبہ اور وزیر خارجہ حبیب الشطی
- سپین کے وارث تخت مسٹر کارلوس۔
- ماریطانیہ کے صدر مختار دادہ
- لبنان کے وزیر اعظم رشید الصلح، سابق صدر کامل شمعون اور شاسل حلو۔
- یمن کی انقلابی کونسل کے صدر ابراہیم الحمدی
- عراق کے صدر حسن البکر اور وزیر صحت عزت مصطفیٰ۔
- مراکش کے ولیعہد محمد بن الحسن
- شام کے صدر حافظ الاسد، وزیر اعظم، وزیر خارجہ ارکان اسمبلی۔
- فرانس کے وزیر دفاع الفل بورتیج۔
- والی کویت شیخ صباح السالم الصباح
- متحدہ عرب امارات کے سربراہ شیخ زید بن سلطان النہیان۔
- شہنشاہ ایران کے بھائی شہزادہ غلام رضا۔
- مصر کے صدر سادات، وزیر اعظم ڈاکٹر عبدالعزیز حجازی اور دوسرے ارکان۔
- جمہوریہ مالی کے صدر موسیٰ تہ اوری۔

Marfat.com

- لیبیا کے وزیرِ داخلہ اور انقلابی کونسل کے سینیر رکن الخویلدی الحمیدی۔
- فلسطین کی تحریکِ آزادی کے سربراہ یاسر عرفات۔
- یوگنڈا کے صدر عیدی امین۔
- قاہرہ کی عرب یونیورسٹی کے چانسلر ڈاکٹر محمود ریاض
- افغانستان کے سربراہ سردار محمد داؤد
- عمان کے سربراہ سلطان قابوس بن سعید
- بھارت کے صدر فخر الدین علی احمد۔
- صومالیہ کے صدر محمد زیاد بری اور بہت سے دوسرے

Marfat.com

جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
ذخیرہ

زندگی کے لیل و نہار

شاہ فیصل شوال ۱۳۲۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اس روز اپریل ۱۹۰۶ء کی ۱۹ تاریخ تھی۔ شاہ فیصل سعودی عرب کے دارالحکومت الریاض میں پیدا ہوئے۔ یہ حُسنِ اتفاق ہے کہ جس شب ان کے والد ابن سعود نے ابن الرشید کو شکست دی، شاہ فیصل نے اُسی رات جنم لیا۔ ان کے والدِ محترم کا پورا نام عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن الفیصل السعود تھا۔ جو سعودی عرب کے بانی تھے۔ ان کی والدہ محترمہ مشہور عالم دین شیخ عبداللہ کی بیٹی تھیں۔ جو نجد کے شیخ الاسلام کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ اسی صحبت کا اثر تھا کہ شاہ فیصل نے اسلامی شرعی علوم کی تکمیل بہت چھوٹی عمر میں ہی کر لی۔ اسلامی فلسفہ، قانون اور تاریخ ان کے پسندیدہ مضامین تھے۔ اُنھوں نے خلافتِ راشدہ کا بطورِ خاص تفصیلی مطالعہ کیا تھا۔

شاہ فیصل کی عمر ابھی پانچ برس تھی کہ ان کی والدہ محترمہ انتقال کر گئیں۔ انہوں نے اپنی تمام تر تعلیم سعودی عرب ہی میں مکمل کی۔ وہ اِنتہائی وسیع القلب ذہین اور دور اندیش انسان تھے۔ دس سال کی عمر میں قرآن اور حدیث کو

Marfat.com

حفظ کرلیا۔ بعد ازاں انہوں نے خلافت راشدہ کا خصوصی طور پر تفصیلی مطالعہ کیا۔ تیرہ برس کی عمر میں جلالتہ الملک شاہ عبدالعزیز نے انہیں مغربی ممالک کے دورے پر بھیجا۔ جو تقریباً چھ ماہ جاری رہا۔ ۱۹۲۲ء میں علیبر کی لغاوت کے خلاف شاہ فیصل نے فوجی مہم میں فوج کی کمان سنبھالی۔ ۱۹۲۶ء میں حکومت حجاز کے سربراہ کی حیثیت سے مکہ مکرمہ کو اپنا مستقر بنایا۔ اسی سال آپ وائسرے اور مجلس شوریٰ کے صدر بنے۔ ۱۹ر دسمبر ۱۹۳۰ء کو آپ کو سعودی عرب کا وزیر خارجہ بنایا گیا اور یہ عہدہ شہادت تک آپ کے پاس رہا۔ ۱۱ر جنوری ۱۹۳۲ء کو آپ مجلس الوکلاء کے سپیکر منتخب ہوئے۔ اس مجلس الوکلاء کو سینٹ کا درجہ حاصل ہے۔ ۱۹۳۴ء میں آپ نے یمن کے خلاف جنگ میں سپہ سالاری کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۵۳ء میں کابینہ کے صدر مقرر ہوئے اور ۹ر نومبر ۱۹۵۳ء کو شاہ عبدالعزیز کی وفات کے بعد ولی عہد بنا دیئے گئے۔ ۱۹۵۴ء میں مملکت سعودی عرب کی کابینہ کا سربراہ آپ کو بنایا۔ اور ۱۹۵۸ء میں ایک شاہی فرمان کے تحت شہزادہ فیصل کو مکمل اختیارات دے دیئے گئے۔ ان اختیارات میں خارجہ، دفاع اور خزانہ کی ذمہ داریاں بھی آپ نے سنبھالے رکھیں۔ ۲۴ر مارچ ۱۹۶۴ء کو آپ کو شاہ سعود بن عبدالعزیز کا نائب بنا دیا گیا اور بعد ازاں آپ کو شاہ سعود بن عبدالعزیز کے معزول ہونے پر شاہ مملکت بنا دیا گیا۔ آپ ۱۱ سال تک سعودی عرب کے شاہ مملکت رہے اور ۲۵ر مارچ ۱۹۷۵ء کو اپنے بھتیجے شہزادہ فیصل بن مساعد کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

Marfat.com

شاہ فیصل نے عالمِ شباب ہی میں قومی اور بین الاقوامی مسائل میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی۔ قدرت نے انہیں غیر معمولی ذہانت سے نوازا تھا۔ وہ بلاشبہ خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ اور مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سیاسی مسائل کا حل بہ آسانی تلاش کر لیتے تھے۔ شاہ مملکت بننے سے پہلے ان کے والد اکثر قومی اور بین الاقوامی معاملات میں ان سے مشورہ کرتے تھے۔ شاہ فیصل جو بات کرتے دلیل سے کرتے، ان کے دلائل ہمیشہ ٹھوس وزنی اور موثر ہوتے۔ فوجی معاملات میں بھی انہیں کامل دسترس حاصل تھی۔

ابنِ سعود نے اپنے آخری دور میں جو فتوحات کیں، ان میں شاہ فیصل کا حصّہ نمایاں نظر آتا ہے۔ فیصل، صرف شہزادہ ہی نہیں، بلکہ مملکت کے جاں نثار بھی تھے انھوں نے ہر فوجی مہم میں ایک بہادر سپاہی کا کردار ادا کیا اور شجاعت کے ایسے کارنامے انجام دیئے، جو سنہری حروف میں لکھنے کے لائق ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں اُنہوں نے ایک فوجی مہم کی کمان کی اور اپنے بھائی سعود کے ساتھ مل کر لعیتوب کے مقام پر ابن الرشید کو شکست دی۔ اس وقت شاہ فیصل کی عمر تیس سال تھی۔ ان کی رگوں میں شباب کا لہو گرم تھا۔ ۱۹۴۱ء میں انہوں نے ابہا کا شہر فتح کیا اور جنوب مغرب میں تہامہ تک پیش قدمی کی۔ یہاں سے وہ فاتحانہ انداز میں یمن میں داخل ہوئے۔ اور کئی ساحلی شہر اور قصبے فتح کرتے چلے گئے۔ ان فتوحات میں حدیدہ کی مشہور بندرگاہ بھی شامل تھی۔ یہ بندرگاہ تین ماہ تک شاہ فیصل کے قبضہ میں رہی۔ وہ چاہتے تو اس مرحلہ پر صنعا کو بھی آسانی سے زیر کر سکتے تھے، مگر انگلستان اور اٹلی کی فوج نے مداخلت کر دی اور ان علاقوں کی آزادی کی راہ میں حائل ہو گئیں۔ اس کے بعد

Marfat.com

یمن اور سعودی عرب کے مابین جو بات چیت ہوئی، شاہ فیصل کو اس میں بطور خاص شریک کیا گیا۔ اس موقع پر شاہ فیصل کے والد نے کہا کہ میرا بیٹا جو بھی فیصلہ کرے گا مجھے منظور ہو گا۔

شاہ فیصل نے بے شمار بیرونی سفر کیے۔ ان میں برطانیہ، فرانس، جرمنی اور یورپ کے کئی ممالک شامل ہیں، علاوہ ازیں انہوں نے افریقہ، امریکہ اور کئی ایشیائی ممالک کا بھی دورہ کیا۔ ان ممالک کے سفر نے شاہ فیصل کے تجربات کو وسعت عطا کی انہیں دنیا کے مختلف اقتصادی نظام اور وہاں کی حکومتوں کے طریق کار کا قریب سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ یہی تجربات بعد ازاں ان کے لئے رہنما اصول ثابت ہوئے اور مملکت کی کلی طور پر باگ ڈور سنبھالتے ہی شاہ فیصل نے اعلان کیا کہ ہماری تمام مشکلات کا حل اسلام میں مضمر ہے۔ جو دین فطرت ہے اور ایک مکمل ضابطہ حیات بھی۔ مسند شاہی پر بیٹھتے ہی شاہ فیصل نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں اپنی رعایا کو وہی مراعات اور سہولتیں مہیا کروں گا، جو ترقی یافتہ ملکوں کے عوام کو حاصل ہیں۔ خوش قسمتی سے سعودی عرب سے تیل کی دولت نکل آئی اور شاہ فیصل کو اپنی اس خواہش کی تکمیل میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ تاہم مملکت کو جدید خطوط پر ترقی دینے کے ساتھ ساتھ انہوں نے ملک کے روایتی ڈھانچہ کو برقرار رکھنے کی بھی سعی بلیغ کی۔ وہ اپنے عوام کے جذبات و احساسات کو پوری طرح سمجھتے تھے۔ اس اعتبار سے انہیں قوم کا نباض کہہ لیا جائے۔ تو مضائقہ نہ ہو گا۔ ایک موقع پر شاہ فیصل نے اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

ہم حکمران نہیں، اسلام کے مبلّغ ہیں، اور
خوشحالی، محبّت اور اخوت و مساوات ہمارا
مذہب ہے، ہمارا دین ہے۔

آج سعودی عرب کو جو ترقی، رفعت اور سربلندی حاصل ہے۔ وہ بلاشبہ شاہ فیصل کی کوششوں کا ثمر ہے۔ ان کی تعمیر اور اصلاح پسند شخصیت کے بغیر سعودی عرب کی حکومت کبھی مثالی حکومت نہ بن سکتی تھی۔ سعودی قوم جس قسم کا رہنما چاہتی تھی۔ وہ اسے شاہ فیصل کی صورت میں مل گیا تھا۔ عوام کو ان سے محبت تھی اور انہیں عوام سے۔ وہ عوام میں سے تھے اور عوام ان میں سے۔ معمولی سے معمولی مزدور سے لیکر بڑے سے بڑے عالم دین تک کے دلوں میں شاہ فیصل کی محبت اور عزت جاگزین تھی۔ شاہ فیصل نے سعودی علماء کو سب سے بلند مرتبہ عطا کیا اور ہر مشکل مرحلہ پہ ان کی رہنمائی حاصل کی۔

شاہ فیصل ابتدا ہی سے متحمل مزاج اور اعتدال پسند طبیعت کے مالک تھے انھوں نے کبھی صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔ وہ جلد باز بھی نہ تھے۔ بلکہ ہر بات اور فیصلے پہ معاملہ فہمی کا ثبوت دیتے تھے۔ سستی شہرت سے انہیں نفرت اور علم و عمل سے انہیں محبت تھی۔ حضور سرور دو عالمؐ کی محبت کا جذبہ ان میں بدرجہ اتم موجزن تھا۔ اس جذبے کو وہ اپنا ایمان کا کامل سمجھتے تھے۔ نماز باقاعدگی سے پڑھتے تھے اور نماز کے وقت ہر قسم کا کاروبار بند دیکھنا پسند کرتے تھے۔ انہوں نے اسلام کے قوانین کو صحیح معنوں میں رائج کیا، تاکہ سعودی

Marfat.com

فلاحی اسلامی معاشرہ تشکیل پا سکے۔ ایک موقع پر انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کی حکومت، آپ کی فلاح و بہبود کو دل سے عزیز رکھتی ہے۔ یقین جانیے حکومت ان جذبات و احساسات سے پوری طرح آگاہ ہے، جو آپ کے دل اور دماغ میں پیدا ہوتے ہیں، لیکن ہمیں دور اندیشی سے اور مستحکم بنیادوں پر آگے بڑھنا چاہیے۔ ہم عجلت میں کوئی کام کرنا نہیں چاہتے۔ ہم جو قدم بھی اٹھائیں گے اس میں اکثریت کا فائدہ ہوگا لیکن اقلیت کو بھی کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچے گا"

ان خیالات سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ فیصل کس قدر جمہوریت پسند تھے۔ حکمرانی گویا ان کے نزدیک تبلیغ کا ایک موثر ذریعہ تھی، ان کے طرز حکومت، شخصیت و افکار میں قرآن حکیم کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ ان کی عزیز ترین خواہش تھی کہ مملکت سعودی عرب اسلام کا گہوارہ ثابت ہو اور دین خداوندی کی نشاۃ ثانیہ اسی سرزمین کے مقدر میں لکھی جائے۔ نومبر ۱۹۶۲ء میں انہوں نے اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور کہا۔

"مملکت سعودی عرب کا آئین، کتاب اللہ، سنت رسولؐ اور خلفائے راشدہؓ کے تابندہ نقوش کی روشنی میں مرتب کیا جائے۔ قانون، حکمران اور رعایا کے باہمی تعلق کی نوعیت

Marfat.com

متعین کرتا ہے۔ ہمارا آئین اسلام کی حدود میں رہتے
ہوئے شخصی آزادی اور شہریوں کے بنیادی حقوق
کو تحفظ فراہم کرے گا۔ وہ مملکت کی ترقیاتی پالیسیوں
اور تعمیری پروگراموں کا عکاس ہوگا۔

شاہ فیصل نے اپنے گیارہ سالہ دورِ حکومت میں نہ صرف مملکت سعودی عرب کو اسلامی رنگ دیا، بلکہ اسے عصرِ حاضر کی جدید ترین ریاست بنا دیا۔ وہ خاموشی سے ملک کی تعمیر و ترقی میں مصروف رہے۔ اتحاد عالمِ اسلام کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیتے رہے اور دنیائے عرب کو کلمۂ توحید کے پرچم تلے متحد کرنے کے لیے ہر لمحہ کوشاں رہے۔ وہ صحیح معنوں میں ایک باعمل مسلمان تھے اور ان کے قول و فعل میں قطعاً تضاد نہ تھا۔

شاہ فیصل کی زندگی کا ممتاز پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں جتنی دولت دی تھی، وہ اپنی ذات کے لئے اتنے ہی کفایت شعار تھے۔ وہ اربوں روپے کے مالک تھے۔ لیکن ان کی ذاتی زندگی درویشانہ تھی۔ ان کی طبیعت میں سادگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ تعیش کی زندگی سے انہیں بڑی سخت نفرت تھی۔ حتیٰ کہ وہ باتھ روم کی آرائش و زیبائش کے بھی روادار نہ تھے۔ ایک بار انہوں نے اپنے ملازم کو محض اس بنا پر ڈانٹ دیا تھا کہ وہ آرائش میں مصروف تھا۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ تمام تر اختیارات کے مالک تھے۔ مگر جابر سلطان ہرگز نہ تھے۔ ان کے چہرے کی لکیروں ہی سے رحمدلی اور نیک دلی جھلکتی تھی۔

Marfat.com

یہ اُن کی سادہ طبیعت کا کرشمہ تھا کہ معمولی سائل بھی ان کی کار کو روک لیتے تھے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ ان کا ایک پاؤں کار میں اور دوسرا باہر ہوتا اور وہ اسی حالت میں سائل کی بات سن رہے ہوتے۔ ان کے چہرے پر کبھی کسی نے رعونت اور نخوت نہ دیکھی۔ وہ ہر بات تحمل مزاجی اور غور سے سنتے اور بڑا مختصر جواب دیتے۔ ان کا قول تھا کہ خدا نے سننے کے لئے دو کان اور بولنے کے لئے ایک زبان دی ہے۔

شاہ فیصل کے زہد و متقی ہونے میں کسی کو شبہ نہیں۔ وہ بے حد عبادت گزار تھے۔ جدہ میں ہوتے تو اکثر اوقات جانماز ساحلی سمندر پہ لے جاتے اور موجوں سے کھیلتے ہوئے کنارے پہ خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جاتے۔ عبادت کے دوران وہ اس قدر خشوع و خضوع میں ہوتے کہ کوئی اُن کے قریب آنے کی جسارت نہ کرتا۔

تعیش اور فیصل، دو مختلف چیزیں تھیں۔ شاہ فیصل نے جب عنان اقتدار سنبھالی تو انھوں نے اپنے بھائی کے محل کو مہمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ یہ محل بہت ہی عظیم الشان اور آرام دہ تھا۔ تعیش پسندی سے شاہ فیصل کو اتنی نفرت تھی کہ انھوں نے بڑے محل کی بجائے ایک عام سے مکان میں رہنے کو ترجیح دی۔ بادشاہ بننے ہی انہوں نے دست بوسی کی رسم کو موقوف کر دیا۔ اسی طرح انہیں یہ بھی پسند نہ تھا کہ کوئی انہیں مرصع و مسجع القابات سے پکارے۔ "یور میجسٹی" کہنے والے کو وہ اچھی نگاہ سے نہ دیکھتے تھے۔ جو کوئی انہیں فیصل یا "بھائی" کہہ کر پکارتا تو اس سے بہت خوش ہوتے۔

Marfat.com

شاہ فیصل نہ صرف لباس کے معاملہ میں بے حد سادہ تھے، بلکہ ان کی خوراک بھی بہت تھوڑی، عام اور سادہ تھی۔ زندگی کے آخری دنوں میں ان کی صحت ٹھیک نہ رہتی تھی۔ وہ متعدد بار السر کے اپریشن کرا چکے تھے۔ خرابی صحت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ متواتر اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کام کرتے تھے۔ اس کے باوجود انہیں تھکن محسوس نہ ہوتی۔ کبھی کبھار عوام الناس کو اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دے دیتے اور یوں ع

"ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز"

کی تصویر حقیقت بن کر دنیا کی نگاہ میں کے سامنے آجاتی۔ شاہ فیصل کی یہی خوبیاں تھیں کہ نہ صرف ان کی رعایا، بلکہ سارا عالم اسلام انہیں اپنا روحانی باپ سمجھتا تھا۔ ان کی بادشاہت کو استحکام حاصل تھا۔

عربوں کی ماضی قریب کی تاریخ شاہد ہے کہ مصر، یمن، عراق اور لیبیا میں فوجی بغاوتوں کے بعد بادشاہوں کی حکومتوں کی بساط لپیٹ دی گئی، لیکن سعودی عرب کے شاہ فیصل اپنے انتقال کے وقت تک انتہائی مضبوط اور ناقابلِ چیلنج حکمران تھے۔ حسب نسب کے اعتبار سے بھی ان کی حکومت مستحکم بنیادوں پر استوار تھی۔ انھوں نے چار شادیاں کیں، جن میں ۸ لڑکے اور ۶ لڑکیاں ہیں۔ دو بیویوں سے انہوں نے کئی برس قبل علیحدگی اختیار کر لی تھی، جب کہ ایک کا انتقال ہو گیا۔ ان کی موجودہ بیگم عفت چالیس سال قبل ان کے عقد میں آئی تھی۔

اس وقت سعودی عرب کے شاہی خاندان کی کل تعداد پانچ ہزار ہے۔

Marfat.com

ان میں تین ہزار شہزادے اور دو ہزار خواتین ہیں۔ شاہ فیصل جب بھی کوئی فیصلہ کرتے شہزادوں اور قبائلی سرداروں کو اعتماد میں لے کر فیصلہ کرتے۔ لیکن مالی امور کے بارے میں ان کا فیصلہ حتمی اور قطعی ہوتا، آج بحرین، کویت ایسے ممالک اپنے نظامِ حکومت قانون ساز اسمبلیوں کی مدد سے چلاتے ہیں۔ لیکن سعودی عرب میں شاہ فیصل ہی کے فیصلوں کو حرفِ آخر کی حیثیت حاصل تھی اور ان کی اس فرمانروائی میں بھی خدا کے بندوں کی خدمت کا پہلو نمایاں تھا۔

شاہ فیصل کی پالیسیاں بڑی ٹھوس اور واضح تھیں۔ یہ ان کی سیاسی اور علمی بصیرت کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے کہ وہ ملک چند برس قبل تک قرضوں کی گرفت میں تھا، آج پوری دنیا کی مالیت پر چھایا ہوا ہے۔ یورپی ملکوں کی بوکھلاہٹ ایک منطقی امر ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ جن لوگوں نے شاہ فیصل کا دفتر دیکھا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ کمرے میں داخل ہوتے ہی ملاقاتی کی نظر ان خوبصورت شیشیوں پر پڑتی، جو کارنس پر سجی ہوئی دکھائی دیتیں۔ بادی النظر میں ایک ملاقاتی انہیں عطر کی شیشیاں سمجھتا کہ جنہیں کمرے کی آرائش کے لئے رکھا گیا ہو۔ شاہ فیصل ملاقاتی کی طرف دیکھ کر مسکراتے اور پھر فرماتے۔

"اِن شیشیوں میں عطر نہیں، بلکہ پٹرول کی
مختلف اقسام ہیں۔"

ملاقاتی یہ سن کر حیران رہ جاتا۔ اور پھر سعودی عرب کی ترقی اور دنیائے عرب میں اس کے مقام کا احساس اجاگر ہوتے دیکھ کر اس کی

Marfat.com

یہ حیرت ایک خوشگوار تاثر میں تبدیل ہو جاتی۔ شاہ فیصل کی یہی وہ خوبیاں تھیں۔ جن کی بنا پہ تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی۔

Marfat.com

فیصل ـــــ عظمت کا نشان

دنیا کی عظیم ترین بادشاہی مسجد کے وسیع و عریض صحن میں ایک مردِ خود آگاہ و حق بین، اپنے گرد و پیش سے بے نیاز، خدائے عزوجل کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ عالمِ اسلام کی ترقی و خوشحالی اور اسلام کی سربلندی کے لیے دُعا مانگ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور چہرے پر نور سے بھرپور ایک ایسا تقدس پھیلا ہوا تھا کہ دیکھنے والوں کے قلوب ٹھنڈک محسوس کر رہے تھے۔ مسجد کے اندر اور مسجد سے باہر ہر فرزندِ توحید کے دل میں اس مردِ خدا کے لیے احترام کا وہ جذبہ موجزن تھا، جو ہر کسی کے نصیب میں نہیں لکھا جاتا۔ اس پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو تو ایک گونہ طمانیت مل رہی تھی۔ دُعا میں اس قدر اثر تھا کہ یوں لگ رہا تھا، جیسے کعبے کا رکھوالا یہاں موجود نہیں، بلکہ خود کعبہ چل کر یہاں آگیا ہے۔ اس کے چاروں طرف دنیائے اسلام کے سربراہانِ مملکت، پروانے بن کر شمع کے گرد جمع تھے۔ مردِ خود آگاہ و حق بین کا اپنا ایک انداز تھا۔ اپنا ایک مقام تھا اور وہ مسجد میں موجود تمام لوگوں میں افضل نظر آرہا تھا۔ اپنی پُر وقار شخصیت کے

Marfat.com

باعث، اپنی بردباری اور قناعت پسندی کی وجہ ہے۔ اور پھر خلقت خدا کا ایک بے پناہ ہجوم اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے امڈا چلا آرہا تھا۔ بچے، بوڑھے، اور جوان سب ہی اس کی دید کے منتظر تھے اور یہ عظیم المرتبت شخصیت سعودی عرب کے شاہ فیصل کی تھی۔

اور پھر ۲۵ مارچ ۱۹۷۵ء کو اس مرد خدا نے رخت سفر باندھ لیا۔ وہ چپکے سے ایک طویل مسافت طے کرنے روانہ ہوگیا۔ لیکن کروڑوں آنکھیں اس کی یاد میں سلگ اٹھیں در و دیوار سے یوں حسرت برسنے لگی، جیسے ابھی ابھی کوچہ جاناں سے یار کا محمل کبھی واپس نہ آنے کے لیے آگے بڑھ گیا ہو، بقول پروفیسر عرفان صدیقی "یوں خاک اڑنے لگی، جیسے نجد کے صحرا سے قیس کی روح پرواز کر رہی ہو۔ دل یوں لوٹ ٹوٹ گئے، جیسے سنگلاخ پہاڑوں کا جگر کاٹ کر جوئے شیر بہانے والا کوہکن اپنے ہی تیشے سے ڈھیر ہوگیا ہو۔ اہل دانش زخموں سے نڈھال اور اہل جنون وحشت غم سے چور چور تھے۔ مرنے والا ایک مملکت کا بادشاہ تھا۔ اُسے اپنے ہی بھتیجے نے گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ مقتول کا نام فیصل تھا اور قاتل کا نام بھی فیصل۔ جس خون نے قالین کو لہو رنگ کر دیا، اسی خون نے حدت جوانی کے اشتعال میں اس المیے کو جنم دیا۔ دونوں اجزائے ترکیبی ایک تھے۔ دونوں سعودی عرب کے شاہی خاندان کے فرزند تھے۔ مارنے والا اور مرنے والا، ایک افراد، کاروبار حیات پھر سے سرگرم عمل۔ ایک بادشاہ مر گیا، دوسرے نے اقتدار سنبھال لیا۔ لیکن کیا بات تھی کہ ریاض کا ایک شہری جس قلق سے

دو چار ہوا، اسی کرب کی آتش سیال راولپنڈی کے شہری کے رگ و پے میں سرایت کر گئی، جدہ کے بازار میں نالہ فریاد کرتا ہوا داماں چاک بدوحس دیوانگی کا شکار ہوا۔ وہی حالت وکیفیت بھاٹی دروازہ کے اس بوڑھے کی تھی جس کے اعضاء پر رعشہ طاری تھا، آنکھیں ویران اور چہرہ سپاٹ، جنوں عشق سے لرزاں، دیوانہ وار فیصل فیصل پکار رہا تھا۔ آخر یہ کون تھا کہ گیا تو صحن چمن سے بہاریں گریزاں ہو گئیں۔ وہ کون تھا کہ چلا تو پہلو میں دل انگارہ بن گیا۔

وہ شعراء کے مرصع قصائد سے بالا، مدح سراؤں رنگین حاشیہ آرائیوں سے بے نیاز، قلم خردوش صحافیوں کے "بے لاگ" تبصروں کی قید سے آزاد، اور ابلاغ عامہ کی فتنہ سامانیوں سے بری تھا۔ وہ محدب شیشے کے عکس میں کھڑا نہ ہونے کے باوجود اتنا بڑا دکھائی دیتا تھا کہ ہر مسلمان کو وہ اپنے پہلو میں نظر آتا تھا۔ اس کی شخصیت میں بلا کی کشش تھی۔ وہ سعودی عرب کا بادشاہ تھا، لیکن اس کی روحانی بادشاہت کی وسعتیں احاطہ ادراک میں نہیں سما سکتی تھیں۔ اس کا نام تو شاہ فیصل تھا لیکن وہ حقیقی معنوں میں عظمت کا نشان تھا۔ اس کی شہادت پر نہ جانے کتنی قیامتیں بیت گئیں۔ مدینہ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے شدت غم سے مغلوب ہو کر عربی میں جو نوحہ لکھا، اس کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔

فضا سُرخ اور اطراف وجوانب غبار آلود ہیں۔

اور ستارے مغموم، اداس اور پریشاں۔

Marfat.com

رات نے ماتمی لباس پہن لیا ہے۔
اور افق غبار آلود اور گوشے سیاہ ہیں۔
ایک انتہائی المناک خبر ریاض سے نشر کی گئی۔
جس کے صدمے سے دل پاش پاش ہو گئے۔
فرطِ غم سے آنکھوں کے ساتھ دل بھی اشک فشاں ہو گئے۔
جس وقت شاہ فیصل کے سانحہ کی لوگوں کو خبر ملی۔
اب بڑی بڑی آفتوں کے وقت کون آگے بڑھے گا۔
مصیبت زدوں کی کون مدد کرے گا۔
شاہ فیصل مرحوم کا دربار کثرت سے آنے والے وفود کے لیے بہت کشادہ تھا۔

وہ خندہ رو، ہنس مکھ اور خوش مزاج تھے۔
مشکل و پیچیدہ مسائل کو حل کرتے۔
مسلمانوں کو تنگی و پریشانی میں اربوں روپیہ امداد میں دیتے۔
کانفرنسوں میں مسائل کو حل کرنے کی غرض سے شریک ہوتے۔
مسائل کی تاریکیوں کو دور کرتے۔
وہ ایک محبوب شخصیت کے مالک تھے۔
لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت اور عقیدت جاگزین ہو گئی تھی۔
وہ ایک عظیم مدبر، رعیت پرور، سیاست دان تھے۔
قوموں کے مابین ان مرتبہ بلند و عظیم تھا۔

Marfat.com

ان کے احساسات سے انکار ممکن نہیں۔
ان کے احسانات سے انکار ممکن نہیں۔
بہت سی قوموں پر ان کے احسانات کے ابر باراں کی بارش ہوئی۔
جو ان کے سپاس گزار رہیں۔
موسلا دھار بارش کی مانند احسان ہوئے۔
محسن کشوں اور احسان فراموشوں کے سوا ان کا کوئی نکمہ نہیں۔

○

اے شاہ
تو نے اسلام کی خاطر ایک ایسے اتحاد پیدا کرنے والے کا کردار ادا کیا۔
جو منتشر قوموں کی شیرازہ بندی کرنا چاہتا تھا۔
تیری نگاہ دوربین نے مکاروں کی چالوں کو بھانپ لیا تھا۔
تو نے بھڑکتی ہوئی آتش مکر و فریب کو بجھا دیا۔
ایک فاتح کی مانند تو اپنی مساعی میں ہمیشہ کامیاب رہا۔
اور تو نے خفیہ دسیسہ کاری کی دھار کند کر دی۔
جب تیرا مسلمان بھائی تجھے مصیبت میں پکارتا تو تو
تیزی کے ساتھ لبیک کہتا اور امداد کرتا
تو نے حسنِ تدبیر سے مسلمانوں کی شیرازہ بندی کی
جس کے نتیجے میں قوموں کے درمیان دوستی و محبت عام ہوئی۔

○

Marfat.com

جب بڑے بڑے مسائل درپیش ہوتے تو وہ بلا تردد اقدام کرتے
اور نہایت مناسب تدبیر اختیار کرتے۔
عزم کرنے کے بعد وہ قطعًا نہ جھجکتے
جب کہ انہیں علم ہوتا کہ استعمار دشمن کیا چال چل رہے ہیں۔
اعلیٰ درجہ کی عقل و دانش اور فہم و بصیرت سے انہیں بڑا حصّہ ملا تھا۔
اگرچہ وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔
پھر بھی زندہ ہیں
ہمارے درمیان ہیں،
کیونکہ انسان کے محاسن و فضائل کا طبعی طور پہ ذکر ہوتا رہتا ہے۔
کیا ایسا شخص جس کے یہ کارنامے ہیں، مر سکتا ہے
ہرگز ہرگز نہیں
عظیم کارناموں اور اعلیٰ درجے کی روایتوں کا ذکر تو ہوتا رہتا ہے۔
ان کے عظیم کارناموں نے انہیں دوبارہ زندگی بخشی ہے
ایک صحیفۂ زندگی لپیٹ دیا گیا ہے
اور دوسرا نشر کیا جا رہا ہے
یعنی کارناموں کی باتیں ہو رہی ہیں
ان پہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو
اللہ ان کی مساعی کو قبول فرمائے
ان کی تربت پہ ابر باراں برستا رہے

Marfat.com

ربِ غفور سے ہم ان کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔
وہ جنتِ فردوس میں زندہ ہو کر مسرور و شادکام زندگی بسر کریں۔
ہمیں مرحوم کے بھائی سے
شاہ خالد سے بھی ان جیسی توقعات وابستہ ہیں۔
دونوں ایک ہی عظیم سایہ دار اور پھلدار درخت کی شاخیں ہیں۔
اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے۔
ان کی فوج کی مدد فرمائے۔
اور ان کی حکمرانی و عظمت کا زمانہ دراز ہو۔

شاہ فیصل کی زندگی کے ایسے بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے جو اِن کی عظمت کا ثبوت ہیں۔ جن لوگوں نے انہیں قریب سے دیکھا ہے یا ان کی تصویر کے نقوش ملاحظہ کئے ہیں۔ وہ بلا تامل کہیں گے کہ فیصل کی عقابی آنکھیں، ان کے چہرے کا جلال و جمال، ان کے جلیل مقاصد، ان کی قلیل امیدیں ان کی غالب و کار آفرین اور کارکشاد کارساز شخصیت، انہیں اقبال کا مردِ مومن بنا دیتی ہیں ؎

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفرین کار کشاد کار ساز
خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز

Marfat.com

اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب، اس کی نگہ دلنواز
نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاکباز
نقطۂ پرکارِ حق مردِ خدا کا یقین،
اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز
عقل کی منزل ہے وہ عشق کا حاصل ہے وہ
حلقۂ آفاق میں گرمیٔ محفل ہے وہ

○

شاہ فیصل، سادگی و درویشی کی تصویر تھے۔ وہ بادشاہ تھے، لیکن شاہانہ جاہ و جلال کی حشر سامانیوں سے بہت دور۔ اُن کے لباس، ان کی نشست و برخاست، ان کے خورد و نوش، ان کے اسلوب گفتار میں بلا کی سادگی تھی۔ خلیل حامدی صاحب اس ضمن میں راوی ہیں کہ میں شاہ فیصل کے ساتھ شریکِ طعام تھا۔ شاہ نے بڑی نفاست سے سیب کاٹا۔ ایک قاش زمین پہ گر گئی۔ شاہ نے خود جھک کر قاش اُٹھانا چاہی، مگر خادم نے لپک کر قاش اُٹھائی۔ شاہ نے اسے صاف کیا اور بسم اللہ پڑھ کر کھا گئے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض اوقات شاہ، دورانِ سفر صحراء کی وسعتوں میں زمین پہ بیٹھ کر کھانا تناول کرتے۔ شعائرِ اسلامی کے سختی سے پابند تھے۔ ان کی

حرکات و سکنات تک میں بڑی متانت اور سنجیدگی تھی۔ ترکی
اور انگریزی پر عبور رکھنے کے باوجود ہمیشہ عربی میں گفتگو کرتے
واقعی سراپا مومن اور پاسبانِ حرم تھے۔

Marfat.com

تیل کی جنگ کا ہیرو

شاہ فیصل نے جب سعودی عرب کی باگ ڈور سنبھالی، اس وقت عرب کی حالت یہ تھی کہ اقتصادی توازن برقرار رکھنے کے لئے سعودی عرب امریکہ کی تیل کمپنی آرامکو سے قرض لینا پڑتا تھا اور گذشتہ دنوں جب سعودی عرب کا فرمانروا گیارہ برس کی حکمرانی کے بعد اس جہانِ فانی سے رخصت ہوا تو سعودی عرب نہ صرف داخلی طور پر مرفع و خوشحال تھا بلکہ پوری دنیا کے امیر ترین ممالک میں سرِ فہرست تھا، گیارہ سال قبل کا وہ دور کہ جب شاہ فیصل، دوسروں کے دستِ نگر تھے اور پھر وہ زمانہ بھی آیا جب امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملک بھی تیل کے معاملے میں ان کے دستِ نگر ہو کر رہ گئے۔ شاہ فیصل کو اس دوران تیل کی جنگ کا خطاب ملا اور انھوں نے سامراجی قوتوں کے سامنے بنیان مرصوص بن کر یہ ثابت کر دکھایا کہ اب دنیا کی کوئی طاقت انہیں خرید نہیں سکتی۔

پاسبانِ حرم، شاہ فیصل نے تیل پیدا کرنے والے ملکوں کو نیا اعتماد بخشا۔ وہ نہ صرف سیاسیات بلکہ اقتصادیات میں بھی اہم کردار کے مالک تھے۔

Marfat.com

آج تیل پیدا کرنے والے عرب ملکوں کی دولت میں جس قدر تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، وہ انتہائی حیرت انگیز ہے اور یہ پیش گوئی کی جا سکتی ہے کہ مستقبل قریب میں ساری دنیا کا مالیاتی نظام یورپ کی بجائے ان ملکوں کے ہاتھوں میں ہوگا، جو تیل پیدا کر رہے ہیں۔ ان ملکوں کو ہر روز ۱۶ کروڑ ۴۰ لاکھ ڈالر کی آمدنی ہوتی ہے۔ اقتصادی ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر آمدنی کی رفتار یہی رہی تو آئندہ پندرہ برسوں میں ان ملکوں کے پاس اتنی دولت جمع ہو جائے گی کہ وہ پوری دنیا کی تمام بڑی بڑی کمپنیوں کے سٹاک ایکسچنج خریدنے کی پوزیشن میں ہوں گے۔

تیل پیدا کرنے والے ملکوں میں شاہ فیصل کو سب سے امیر گنا جاتا ہے۔ یہ انہی کی کوششوں اور سیاسی تدبر کا نتیجہ ہے کہ گزشتہ سال سعودی عرب کو تیل کی فروخت سے ۲۸۰ ارب ڈالر کی آمدنی ہوئی۔ یہ تیل مغربی ملکوں نے خریدا تھا، جو اپنی ضرورت کا ۱/۲ حصہ سعودی عرب کے تیل سے پورا کرتے ہیں۔ شاہ فیصل نے تیل سے ہونے والی آمدنی کو سعودی عرب کے فلاحی منصوبوں پر خرچ کرنے کا ایک مضبوط و مربوط پروگرام بنایا تھا۔ چنانچہ آج یہاں فیکٹریاں، تیل صاف کرنے کے کارخانے لگانے، نئی بندرگاہیں ہسپتال اور سکول بنانے کے متعدد ترقیاتی پروگرام زیرِعمل ہیں اور اگر شاہ فیصل کی زندگی وفا کرتی تو سعودی عرب ترقی کی شاہراہ پر مختصر سی مدت میں بہت آگے نکل چکا ہوتا۔

شاہ فیصل فوجی تیاریوں سے بھی غافل نہ تھے۔ انہوں نے تقریباً دو ار

Marfat.com

ڈالر اپنی چھوٹی لیکن بڑھتی ہوئی فوج پر خرچ کئے اور جدید قسم کا اسلحہ خریدا۔ رباط کانفرنس میں اسرائیل کے مدِ مقابل ملکوں کو تیل پیدا کرنے والے ملکوں نے جو امداد دینے کا وعدہ کیا تھا، اس کا بیشتر حصّہ سعودی عرب نے ادا کیا۔

یہ امداد بارہ ارب ۳۵ کروڑ ڈالر کی تھی اس رقم سے جدید ترین اسلحہ خریدا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۷۳ء کی عرب اسرائیل جنگ کے دوران سعودی عرب نے مصر، شام، اردن اور فلسطینیوں کو کافی امداد دی، جس کا کوئی باضابطہ حساب نہ تھا۔ شاہ فیصل صرف دنیائے عرب کے غمگسار نہ تھے۔ بلکہ ایسے غیر عرب ممالک کو بھی امداد دیتے تھے۔ جو ہنوز ترقی کے مراحل طے کر رہے ہیں چنانچہ اُنھوں نے ایسے غریب ملکوں کو قرضے دینے کا اعلان کیا۔ اور اس مد کے لئے بیس کروڑ ڈالر مختص کئے تھے۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ شاہ فیصل نے سعودی عرب کو دولت سے اتنا مالا مال کر دیا تھا کہ اس قسم کے تمام اخراجات کے باوجود اس ملک کے پاس اچھی خاصی دولت بچ رہتی ہے۔ اس وافر دولت کا اندازہ ۲۳ ارب ڈالر لگایا گیا ہے۔

ستمبر ۱۹۷۳ء کی عرب اسرائیل جنگ نے ساری دنیا پہ واضح کر دیا کہ اب مسلمانوں میں جذبۂ ایمانی کی قوت موجزن ہو گئی ہے۔ جو کہ ان کے اسلاف کی میراث ہے۔ اس جنگ کی کامیابی کا تمام تر سہرا پاسبانِ حرم شاہ فیصل کے سر ہے، جنھوں نے نہایت قلیل مدّت میں اپنی عقل و فہم سے مسلمانوں میں جہاد اور قوتِ ایمانی کا جذبہ بیدار کیا۔ مگر اس کے بعد آپ نے ہمیشہ کی طرح اپنی سیاست کا ایک مہرہ چلایا اور دنیا کی سیاسی تاریخ میں ایک

Marfat.com

بہت بڑا انقلاب برپا کر دیا۔ سیاست کے اس پہرے کو تیل کے ہتھیار کا نام دیا گیا۔ اس دوران شاہ فیصل نے تیل کی پیداوار میں ۱۴ فیصدی کمی کا اعلان کیا تو پورے مغربی یورپ اور امریکہ کے ایوانوں میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ بین الاقوامی نظامِ معیشت کی دھجیاں بکھر کر رہ گئیں۔ عالمی طاقتیں اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے نظامِ معیشت کی بدولت خود کو اقتصادی طور پر دیوالیہ محسوس کرنے لگیں اور پھر امریکہ اور ہالینڈ جیسے ملک جنہوں نے عرب اسرائیل جنگ میں اسرائیل کی مدد کی تھی، اقتصادی اور صنعتی طور پر تیل پیدا کرنے والے ملکوں کے دست نگر ہو کر رہ گئے۔ پھر جب شاہ فیصل نے یہ نعرہ مستانہ بلند کیا کہ اسرائیل کی حمایت کرنے والوں کو تیل نہیں دیا جائے گا، تو بڑی طاقتوں نے خود کو کمزور سمجھنا شروع کر دیا۔ تیل کی سپلائی پر پابندی کی وجہ سے یورپ اور امریکہ کی ۹۰ فیصدی فیکٹریاں اور کارخانے بند ہو گئے۔ بقول ایک مبصر کے، وہ کارخانے جو عربوں کی دولت سے تعمیر کئے تھے، صنعتی طور پر غیر ترقی یافتہ اِن ملکوں سے خام مال لوہا، تانبہ، تیل اور دوسری مختلف دھاتوں کو اپنے ملک میں لے جایا جاتا اور پھر واپس مشینری، توپ، گولہ اور اسلحہ بارود کی شکل میں ڈھال کر کئی گنا نرخوں پر دیا جاتا اور اس طرح ان ملکوں کی دولت کو یہ ترقی یافتہ ملک گھن کی طرح چاٹتے رہے مگر اب شاہ فیصل اس صورت حال سے آگاہ ہو چکے تھے اور وہ ان ملکوں کو ایسا سبق سکھانا چاہتے تھے، جو ان کی کمر توڑ کر رکھ دے۔ چنانچہ انہوں نے اب تیل کی پیداوار میں ۲۸ فیصدی تک

کمی کر دی اور ساتھ ہی خام تیل کے نرخوں میں کئی گنا اضافہ کر دیا۔

بتایا جاتا ہے کہ شاہ فیصل کے اس اعلان سے پہلے تیل کا ۴۵ گیلن کا بیرل ۱.۴ ڈالر سے لیکر ۳ ڈالر تک مل جاتا تھا لیکن اعلان کے بعد اس کی قیمت دس ڈالر فی بیرل تک پہنچ گئی۔ اس طرح اچانک تیل کی آمدنی بڑھ جانے کی وجہ سے تیل پیدا کرنے والے وینزویلا، ایران، نائیجیریا اور انڈونیشیا جیسے ملکوں نے ۱۹۷۴ء کے دوران ایک سو بارہ ملین ڈالر کمائے اور اسی نسبت سے ان ملکوں کے جمع شدہ سرمایہ میں اضافہ ہوا۔

عرب ملکوں کا جمع شدہ سرمایہ تیل کو سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے سے پہلے ۱۴ ارب ڈالر تھا، جو کہ بعد میں ۸۰ ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ ان سب میں زیادہ فائدہ سعودی عرب کو پہنچا، جو کہ عرب ممالک سے تیل برآمد کرنے والوں میں سرفہرست ہے۔ ایک اندازے کے مطابق سعودی عرب کی اس وقت سالانہ تیل کی آمدن ۲۳ ہزار ملین ڈالر ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تیل کی جنگ کے ہیرو کے اس فیصلے کے کیا نتائج رونما ہوئے! تو کہا جاتا ہے کہ عرب ممالک نے تیل کو بطور ہتھیار استعمال کرنے سے بہت فائدے حاصل کئے اور مغربی یورپ اور امریکہ کے لئے مشکلات کا دروازہ کھل گیا۔ جاپان کی ۹۹ فیصدی صنعتی پیداوار کا دارومدار گیسولین، (پیٹرول) پر تھا، بالکل بند ہو کر رہ گئی اور وہ جلد ہی تیل برآمد کرنے والے ممالک کو زیادہ سے زیادہ صنعتی مراعات دینے پر رضامند ہو گیا۔ فرانس نے بھی چند دنوں کے اندر اندر گھٹنے ٹیک دیئے، اور اس نے مصر، شام اور سعودی عرب

کو میراج طیارے اور دیگر جدید اسلحہ بطور رشوت پیش کرنے کے بعد تیل پر عائد پابندی ختم کرائی۔ اُدھر امریکہ کا بُرا حال تھا۔ ایک امریکی ترجمان کے مطابق امریکہ کی مجموعی آمدنی میں دس ارب ڈالر سے لیکر بیس ارب ڈالر تک کا خسارہ ہوا۔ اور تقریباً ۵ لاکھ مزدور بیکار ہو گئے۔

ان تمام حقائق اور صحیح اندازوں کے بعد یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ شاہ فیصل نے سیاست کی ضرب اہل مغرب پر موزوں وقت پہ لگائی، جس سے نہ صرف مغرب کے نظام اقتصادیات کی جڑیں تک ہل گئیں، بلکہ عالمی طاقت کا پوری دنیا پہ چودھراہٹ کرنے کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ شاہ فیصل کی ان سیاسی تدابیر پہ اہلِ مغرب بہت جزبز ہوئے۔ نیوز ویک نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ:۔

پہلے دنیا کی تمام بڑی شاہراہیں روم کی طرف
جاتی تھیں۔ مگر آج ان کا رخ ریاض کی طرف
ہے ــــــ"

یہ تیل کی جنگ ہی کا اثر تھا کہ شاہ فیصل کی کامیاب سیاست کی بدولت مغربی ملکوں کی بھاری رقوم اوپیک OPEC ممالک میں منتقل ہونے لگیں اور مغرب کے اہلِ زر افراد اور حکومت کی تجوریاں خالی ہوتی چلی گئیں۔ اس صورتِ حال سے امریکہ نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیئے۔ امریکی صدر نے تو یہاں تک دھمکی دے دی کہ اگر عربوں نے تیل پہ سے پابندی ختم نہ کی، تو ان کی غذائی امداد بند کر دی جائے گی۔ شاہ فیصل اس دھمکی سے

Marfat.com

قطعاً مرعوب نہ ہوئے اور اپنی منزل کی جانب بڑھتے ہی چلے گئے۔ اگلے سال اوپیک کے اجلاس میں اُنھوں نے تیل کی قیمتوں میں مزید ۷۰ فیصدی اضافہ کا اعلان کر دیا، جو امریکی ایوانوں پر بجلی بن کر گرا۔ اس پر امریکہ نے فی الفور دوسری دھمکی دے دی کہ :۔

ab وقت آگیا ہے کہ عربوں کے تیل کے
کنوؤں پر فوج اُتار کر قبضہ کر لیا جائے۔

شاہ فیصل مطلاان گیدڑ بھبکیوں سے مرعوب ہونے والے کب تھے۔ انھوں نے اینٹ کا جواب پتھر سے دیا۔ اوپیک کا خصوصی اجلاس فوراً طلب کیا، جس میں مشرق اوسط کے تمام ملکوں نے اپنی آئندہ تیل کی پالیسی پہ باہمی اتفاق کیا اور اس اجلاس کے کچھ عرصہ بعد ہی حکومت کویت عراق اور دوبئی نے اپنے اپنے علاقوں میں موجود غیر ملکی تیل کمپنیوں کو قومی تحویل میں لینے کا اعلان کر دیا اسی دوران عرب تجار اور شیوخ نے برطانیہ مغربی یورپ اور امریکہ میں جائیدادیں خریدنا شروع کر دیں۔ یہ اسی کا اثر ہے کہ اس وقت پاک امریکن ایئر لائنز کے تمام حصص ایران کے شہنشاہ آریا مہر خرید چکے ہیں۔ مغربی ماہرین اقتصادیات کی رپورٹ کے مطابق آج یورپ کے کئی ممالک کے بنک صرف عربوں کی تیل کی دولت کی بنا پر چل رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ عرب ان بنکوں سے اپنی دولت نکال لیں تو ان تمام بنکوں کا دیوالیہ ہو جائے۔ اسی دوران ۱۵ دسمبر ۱۹۷۴ء کو تیل پیدا کرنے والے ملکوں کی تنظیم اوپیک نے قیمتوں میں مزید چالیس فیصدی اضافے کا اعلان کر دیا۔ یہ اعلان بین الاقوامی نظام معیشت کے

تابوت میں آخری کیل ثابت ہوا اور امریکہ نے جلد ہی ایک نیا نظام اقتصادیات وضع کرنے کے لیے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا ایک خصوصی اجلاس بلایا۔ اس اجلاس میں امریکہ مندوب مسٹر شنگر نے تیسری دنیا کے متحدہ محاذ کے سامنے اور یورپی ملکوں کے متحدہ بلاک کی حیثیت کو "اقلیت" قرار دینے کی کوشش کی اور اس غلط توضیح میں اقوام متحدہ کو امریکہ کی جانب سے دی جانے والی سالانہ امداد میں کمی کرنے کا ڈھونگ رچایا۔ مگر ان سب ہتھکنڈوں کو آزمانے کے باوجود یہ ممالک ایک نیا بین الاقوامی نظام معیشت بنانے میں سراسر ناکام رہے اور گزرے ہوئے واقعات پر لکیر پھیرنے کے مصداق آج بھی مغربی پریس رو رہا ہے۔ جنوری ۱۹۷۵ء کا ہفت روزہ ٹائم لکھتا ہے۔

"ایک لق و دق اور نسبتاً غیر آباد ملک سب سے زیادہ تیل فروخت کر رہا ہے اور یہیں تیل کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے اور ایک درشت مزاج زاہد، خشک، صائب الرائے اس کا غیر متنازعہ حکمران ہے۔ اس نے تیل کی قیمتیں بڑھانے میں سب سے زیادہ حصّہ لیا اور وہ آج بھی یہ قیمتیں کم کرنے یا بڑھانے میں سب سے زیادہ با اختیار ہے۔"

آج دنیا کی تاریخ میں مسلمانوں کو جو زبردست کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں، ان کی بنیاد زیادہ تر وہ کوششیں ہیں جو شاہ فیصل مرحوم نے مسلمانوں کے جذبۂ ایمان اور قوتِ جہاد کو بیدار کرنے کے لیے کیں۔ وہ تیل کی

Marfat.com

دولت پر فخر کرتے تھے اور اسی دولت کی بدولت وہ کسی سامراجی طاقت کے سامنے سرنگوں ہونا پسند نہ کرتے تھے۔ وہ صرف اور صرف خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوئے۔ اور اگر تیل کی جنگ کے اس ہیرو کو کبھی امریکہ یا کسی اور سامراجی طاقت کی طرف سے تیل کے کنوؤں پر قبضہ کر لینے کی دھمکی بھی دی گئی، تو وہ قطعاً مرعوب نہ ہوئے، بلکہ ببانگِ دہل اعلان کرتے رہے کہ۔

سعودی عرب، تیل کے کنوؤں پر کسی غیر ملکی فوج کو قبضہ نہیں کرنے دے گا۔ اگر یہ حماقت کی گئی، تو ہم تیل کے ان کنوؤں کو خود نذرِ آتش کر دیں گے۔ تیل کی دولت ہمارے لئے اللہ کی ایک نعمت ہے۔ ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

شاہ فیصل نے اپنے ملک کو شاہراہ ترقی پر گامزن کرنے اور تیل کے ہتھیار کو مؤثر طور پر استعمال کر کے پوری دنیا کی سیاست کا رُخ موڑنے میں جو اہم کردار ادا کیا، وہ دورِ جدید کی تاریخ کا اہم ترین باب ہے۔ تیل کے بارے میں ان کے تاریخ ساز فیصلوں نے استعماری قوتوں کو مجبور کر دیا کہ وہ فلسطین کے بارے میں اپنی پالیسی پر نظر ثانی کریں۔ اس کے ساتھ ہی ان کی دور رس پالیسی نے مغربی ملکوں کو پہلی بار یہ احساس دلایا کہ ان کی شہ رگ پر عربوں کا ہاتھ ہے اور اگر تیل پیدا کرنے والے ملک

Marfat.com

سیال سونے کی ترسیل بند کردیں تو ان کی صنعت کا پہیہ کسی وقت بھی جام ہو سکتا ہے۔
مستقبل کا مؤرخ جب سیاسیات عالم کی تاریخ لکھے گا۔ اور اس میں شاہ فیصل کا ذکر نمایاں الفاظ میں کرے گا کہ اُنھوں نے صرف دنیا کے مذہب میں عالم اسلام کی قیادت نہیں کی، بلکہ دنیا کے سیاست میں بھی مسلمانوں کی شان کو بلند کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر شاہ فیصل تیل کے بارے میں انقلابی پالیسی کو نہ اپناتے تو آج تسخیر کائنات کے منصوبے بنانے والوں کے اعصاب پر تیل ایک "بھوت" بن کر سوار نہ ہوتا۔ اس ضمن میں عالم اسلام شاہ فیصل کے ممنون احسان ہیں۔ جو فی الواقعی تیل کی موجودہ جنگ کے ہیرو ہیں۔

Marfat.com

دُنیا کی ممتاز ترین شخصیّت

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی حکومت کا
اس کے علاوہ کوئی مقصد نہیں کہ آپ کے ملک کو
مستحکم اور زیادہ سے زیادہ ترقی یافتہ بنایا جائے،
تاکہ مقدس قوم کو دنیا کی دوسری اقوام میں اس
کے شایانِ شان مقام مل سکے۔"

یہ الفاظ ہز ہائینس مرحوم کے ہیں، جو خود کو بادشاہ نہیں، بلکہ عوام کا خادم سمجھتے تھے۔ انھوں نے اپنے گیارہ سالہ دورِ شہنشاہیت میں کبھی "میری حکومت" کے الفاظ نہ کہے، بلکہ جب کبھی انہیں عوام سے خطاب کا موقع ملا انھوں نے "آپ کی حکومت" کے الفاظ استعمال کیے۔ اپنے اور بیگانے ان کے اس طرزِ تخاطب پر حیران رہ جاتے تھے، کیونکہ بادشاہت ایک ایسا نظام حکومت ہے، جس میں فردِ واحد سیاہ و سفید کا مالک ہوتا ہے۔ اس کے منہ سے نکلنے والا ہر لفظ قانون کا درجہ رکھتا ہے، وہ کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہوتا، بلکہ ہر کام اس کی منشا اور خواہش کے مطابق انجام پاتا ہے۔

Marfat.com

سعودی عرب میں بھی بادشاہت قائم تھی۔ لیکن شاہ فیصل نے بادشاہت کا وہ تصور اور مزاج بدل دیا، جو آج تک دنیا میں رائج چلا آرہا ہے۔ انھوں نے بادشاہ ہوتے بھی اپنے آپ کو ہمیشہ قوم کا خادم تصور کیا اور رعایا سے یکساں سلوک کرتے رہے۔ ان کے نزدیک امیر و غریب میں کوئی تمیز نہ تھی۔ عدل و انصاف اور خوشحالی ہر کسی کے لئے یکساں تھی۔ وہ بادشاہ ہوتے ہوئے بھی وہ جمہوریت کے بالکل قریب تھے۔ اسی لئے انہیں ایک جمہوریت پسند بادشاہ کا خطاب دیا جاتا ہے۔

شاہ فیصل طبعاً بہت کم گو تھے۔ وہ بڑی بڑی کانفرنس میں جاتے، لیکن بہت کم بولتے، ملکی سطح پر انہوں نے بادشاہت کا فرسودہ تصور ختم کر کے سعودی عرب کو جدید اور ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں لاکھڑا کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اُنھوں نے عالمِ اسلام کے اتحاد کے لئے جو کوششیں کیں۔ وہ تاریخ میں سنہری حروف میں لکھی جائیں گی۔

شاہ فیصل پہلے حکمران تھے، جنہوں نے عرب اور غیر عرب اسلامی ممالک کے دوران تفاوت اور امتیاز کو ختم کر کے ایک مسلم بلاک بنانے کا نظریہ پیش کیا۔ بقول اقبال ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

انہیں جونہی سعودی عرب کے اندرونی مسائل سے فرصت ملی انہوں نے اسلامی ممالک کے اتحاد کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔ اس سلسلے میں انھوں نے

Marfat.com

سب سے پہلے عمان اور پھر ایران کا دورہ کیا، اور دونوں ملکوں کو اسلامی ممالک کے اتحاد کے نظریہ سے ہم خیال بنایا۔ اسی دورہ کے دوران اُنھوں نے پہلی بار اسلامی ملکوں کی سربراہی کانفرنس بنانے کی تجویز پیش کی۔ اس کانفرنس کے انعقاد کا مقصد ہی نیل کے ساحل سے لیکر تابخاکِ کاشغر مسلمانوں کو متحد و منظم کرنا تھا۔ اپنے اس نظریہ کی تکمیل کے لئے شاہ فیصل نے کیسابلانکا میں تیسری عرب سربراہی کانفرنس میں ایک قرارداد پیش کی اور اسے منظور کرایا۔ اس قرارداد کا مقصد عرب اور غیر عرب مسلم ممالک کے درمیان زیادہ بہتر تعلقات اور روابط قائم کرنے کے لئے باہمی تعاون کو فروغ دینا تھا۔ جب شاہ فیصل نے یہ تجویز پیش کی، تو اس پر بعض عرب ملکوں کی طرف سے یہ پراپیگنڈہ کیا گیا کہ اس تجویز کا مقصد عرب ممالک میں چلنے والی آزادی کی تحریکوں کو ختم کرنا ہے۔ اور یہ سب کچھ بڑی طاقتوں کے اشاروں پر ہو رہا ہے۔ شاہ فیصل نے اس پراپیگنڈے کی پرواہ نہ کی اور اپنا مشن جاری رکھا۔ تھوڑی ہی مدت بعد ہی میانہ روی کے قائل اور حامی اسلامی ملکوں کی طرف سے شاہ فیصل کی مذکورہ تجویز کی حمایت شروع ہو گئی، کیونکہ ان ملکوں کو احساس ہو گیا کہ شاہ فیصل کا موقف عالمِ اسلام کی بہتری کے لئے ہے۔ اسی دوران تمام اسلامی ممالک اس بات سے متفق ہو گئے کہ ان کے باہمی اتحاد سے وہ دنیا میں ایک بڑی طاقت کے طور پر اُبھر سکتے ہیں۔ تب ان کے اثر و نفوذ کو ساری دنیا میں تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

شاہ فیصل نے انتہائی نامساعد حالات میں اپنا مشن جاری رکھا اور اس میں

Marfat.com

انہیں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی۔ ان تمام کوششوں کے ساتھ ساتھ شاہ فیصل نے اپنے ملک کے عوام کی خوشحالی اور داخلی استحکام کے لئے بھی بہت سی خدمات انجام دیں۔ یہ کام کرتے ہوئے انہوں نے شہنشائیت کے اصولوں کو مدِ نظر رکھا، بلکہ جمہوریت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ایسے اقدام کئے، جو رعایا کے لئے دوررس فوائد کے حامل تھے۔

آج بظاہر سعودی عرب، خشک ریگستان اور بے آب وگیاہ لق ودق میدان نظر آتا ہے، لیکن یہ بات غلط اور سراسر غلط ہے، کیونکہ یہ اب پرانی باتیں ہیں اور خواب معلوم ہوتی ہیں۔ شاہ فیصل کی زرعی پالیسی نے اس صحرائے ریگ کو ہرے بھرے میدانوں اور کھیتوں میں بدل کر رکھ دیا۔ گویا یوں کہنا چاہیئے کہ شاہ فیصل نے اپنی بیدار مغزی اور کوشش سے سرزمین عرب میں اتنی تعمیری تبدیلیاں کیں کہ کل اور آج کے عرب میں زمین و آسمان کا فرق پیدا ہو گیا۔ شاہ فیصل نے اپنی زراعتی پالیسی ان چار اصولوں پر مرتب کی۔

- زمین کو پہلے زراعت کے لئے تقسیم کرنا پھر اس زمین کے حقوق ملکیت کسانوں کو دینا۔
- خانہ بدوشوں کی آبادکاری۔
- کسانوں کو مشورے اور امداد
- چھوٹے بڑے آبی پروجیکٹ۔

یہ عجیب بات ہے کہ دنیا کے بیشتر ممالک سرکاری زمین پر اجارہ داری قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں مگر شاہ فیصل نے اپنی زراعتی پالیسی میں اس کے بالکل

Marfat.com

خلاف قدم اٹھایا۔ انہوں نے سرکاری زمین کو کسانوں میں تقسیم کر کے انہیں بعض شرائط کے تحت دائمی حقوق حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا، کیونکہ ان کا مقصد پیداوار بڑھانا اور زمین کے حقوق ملکیت جلد از جلد کسانوں کو عطا کرنا تھا چنانچہ غیر مزروعہ زمین لوگوں میں تقسیم کرنے کے سلسلہ میں شاہ فیصل بن عبدالعزیز نے ۱۹۶۸ء میں ایک شاہی فرمان کے ذریعہ اس کی تصدیق کر دی۔

زمین کی تقسیم اور کسانوں کو اس کی ملکیت حاصل کرنے کے لئے دو اصول بنائے گئے۔ پہلے مرحلہ پر کسانوں کو زمین دو سال کے لئے دی جاتی ہے تاکہ وہ کاشتکاری کریں۔ دو سال بعد ان تقسیم شدہ زمینوں کی پیداوار کا سرکاری طور پر جائزہ لیا جاتا ہے اور جن زمینوں کی پیداوار اطمینان بخش ہوتی ہے۔ ان زمینوں کے مالکانہ حقوق کسانوں کو دے دیئے جاتے ہیں۔

سعودی عرب میں زراعت کا مسئلہ صرف زمین کا مسئلہ نہیں کیونکہ زمین تو اسکیمیں وضع کر کے اور اصول بنا کر باسانی تقسیم کی جاسکتی ہیں وہاں اصل مسئلہ پیداوار اور زیادہ پیداوار کا ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے دوسرے مرحلہ پر کسانوں کو مالکانہ حقوق دینے کا اصول بنایا۔ اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ شاہ فیصل کا زمین کو دو مراحل میں تقسیم کرنے کا اصول اپنے اندر کئی منطقی اور نفسیاتی پہلو رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب کسان کو دو سال کے لئے زمین دی جائے گی تو وہ اس پر زیادہ سے زیادہ پیداوار بڑھانے کی کوشش کرے گا تاکہ دوسرے مرحلے پر اسے زمین کے مالکانہ حقوق حاصل ہو جائیں۔ پھر جب وہ دوسرے مرحلے پر زمین کا مالک ہو جاتا ہے اور وہ جس قدر پیداوار بڑھائے گا۔ اسی قدر زیادہ نفع حاصل کرے گا۔ اسی طرح یہ

Marfat.com

جذبہ اسے زیادہ سے زیادہ پیداوار کی ترغیب دیتا ہے اس اصول کے تحت اس وقت تک تقریباً پچاس لاکھ ہیکٹر زمین کسانوں میں تقسیم کی جا چکی ہے۔

سعودی عرب اور مشرق اوسط کے تقریباً تمام ممالک میں کثرت سے خانہ بدوش نظر آتے ہیں یہ خانہ بدوش اپنے گھر بار اور بیوی بچوں کو ساتھ لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ پھرتے رہتے ہیں۔ یہ ایک جگہ قیام نہیں کرتے۔ ایک جگہ قیام نہ کرنا ان کی فطرتِ ثانیہ اور اصولِ زندگی بن چکا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کو مستقل طور پر آباد کرنے کا کوئی منصوبہ کس قدر دشوار اور صبر آزما ہوگا مگر سعودی عرب نے اس مشکل کام کو سرانجام دینے کا فیصلہ کیا اور خانہ بدوشوں کی آبادکاری کا پہلا تجربہ ہراد (HARAD) میں کیا گیا۔ ہراد ریاض کے مشرقی سرے پر آباد ہے۔ اس پروجیکٹ کو شاہ فیصل پائلٹ پروجیکٹ کا نام دیا گیا۔ پورے مشرقِ اوسط میں یہ اپنی قسم کا پہلا پروجیکٹ تھا۔

اس پروجیکٹ کے لیے دس کروڑ ریال کا بجٹ مختص کیا گیا۔ اس پروجیکٹ کا مقصد ایک ہزار خانہ بدوشوں کو ہراد میں آباد کرنا تھا۔ اس میں انسانی اور قدرتی وسائل سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ آباد کیے ہوئے ان خانہ بدوشوں کی خدمات سے فائدہ اٹھانا بھی اس کے دائرہ کار میں شامل ہے اس پروجیکٹ کے دوسرے مقاصد لوگوں کو زراعت میں خود کفیل بنانا تجارتی حلقوں کو ضروری خام مال مہیا کرنا اور ان نئے آبادکاروں کو روزگار مہیا کرنا ہیں کیونکہ اگر ان لوگوں کو روزگار مہیا نہ کیا گیا تو طرح طرح کی معاشی اور معاشرتی برائیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اس پروجیکٹ میں تقریباً چالیس ہزار ڈونم زمین شامل ہے

Marfat.com

جس پر چھ سو پچاس کلو میٹر لمبی نہروں کا جال بچھایا گیا ہے۔

شاہ فیصل نے کسانوں کو زراعت کے متعلق تمام تر معلومات اور مفت مشورے دینے کا انتظام کیا۔ اس کے علاوہ کسانوں کو کھیتوں کو جوتنے، بونے، کاٹنے اور اناج کو پھاڑنے اور صاف کرنے کے لئے جدید قسم کی مشینیں بہت معمولی کرایہ پر مہیا کی جاتی ہیں۔ یہ قدم اس لئے اٹھایا گیا کہ پیداوار میں روز بروز اضافہ ہو۔

ابنائے عرب میں پانی کی کمیابی سے کون واقف نہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ یہاں ایک گلاس پانی کے لئے لوگوں کو میلوں سفر کرنا پڑتا تھا لیکن آج حکومت سعودی عرب کی کوششوں اور شاہ فیصل کی کاوشوں کی بدولت پانی کی کمیابی کا دشوار مسئلہ بھی حل کر لیا گیا ہے۔

زرعی اصلاحات اور مختلف پروجیکٹ کے ساتھ ساتھ حکومت سعودی عرب نے سمندری پانی کو صاف کر کے قابلِ استعمال بنانے کے لئے کئی پلانٹ نصب کئے ہیں۔ اس طرح کا ایک عظیم پلانٹ جدہ میں لگایا گیا ہے۔ جو روزانہ تقریباً پانچ لاکھ گیلن پانی مہیا کرتا ہے اور اس سے پچاس ہزار کلو واٹ بجلی فی گھنٹہ کے حساب سے حاصل کی جاتی ہے۔ اس طرح کے پلانٹ وابہ، خیبر، اور رخفاگا وغیرہ میں بھی لگائے گئے ہیں۔

دارالخلافہ ریاض شہر میں استعمال ہونے والے پانی کی مقدار میں اضافہ کیلئے ایک بہت بڑا پلانٹ لگایا گیا ہے۔ اس پلانٹ میں پانی کو صاف کرنے کے لئے سٹیشن کے علاوہ ایک واٹر ٹاور شامل ہے جس میں ۳۲۴۰۰۰۰ امریکن گیلن پانی اکٹھا کیا جاسکتا ہے۔ اس پلانٹ کی وجہ سے ریاض کے نشیب و فراز کے تمام علاقوں

Marfat.com

میں یکساں مقدار اور طاقت کے ساتھ پانی پہنچایا جانا ممکن ہو گیا ہے۔
مختصر یہ کہ زراعت اور آبی وسائل کے گذشتہ اور موجودہ تمام منصوبوں پر اب تک حکومت شاہ فیصل نے تقریباً دو ارب ریال خرچ کیے۔ زراعتی میدان میں ان اقدامات کا یہ نتیجہ نکلا کہ سعودی عرب کی قومی پیداوار میں تقریباً دو کروڑ ریال سالانہ کا اضافہ ہوا۔

شاہ فیصل نے اپنے دورِ حکومت میں عام سعودی شہری کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ صدیوں سے زندگی کی بنیادی آسائشوں اور سہولتوں سے محروم لوگوں کو جدید زندگی کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ تیل کی بے پناہ دولت تو موجود تھی لیکن اس دولت کا ثمر اور اثر عام آدمی نے کبھی بھی محسوس نہ کیا تھا۔ شاہ فیصل نے عنانِ حکومت سنبھالنے کے بعد تیل کی دولت کو عام آدمی کی بہتری اور بھلائی کے لیے خرچ کرنے کی طرف خاص توجہ دی۔ اس ضمن میں ٹھوس اور جامع منصوبے تیار کیے گئے۔ دور دراز کے علاقوں کو جدید ترین سڑکوں اور ہوائی جہاز کے ذریعہ ایک دوسرے سے ملا دیا گیا تاکہ دور دراز کے علاقے کے رہنے والوں کو بھی نقل و حمل کی زیادہ سے زیادہ سہولتیں پہنچ سکیں۔

شاہ فیصل نے جن ترقیاتی منصوبوں کو شروع کیا گزشتہ چند سال سے اس کے اثرات عام آدمی بھی محسوس کرنے لگ گیا ہے۔ عام شہری کو زندگی کی بنیادی سہولتیں ملنا شروع ہو چکی ہیں۔ اور سب سے اہم اور دلچسپ پہلو یہ ہے کہ ان سہولتوں کے عوض سعودی عرب کے باشندوں کو اسلامی حکم کے مطابق زکوٰۃ کے سوا کوئی دوسرا ٹیکس ادا نہیں کرنا پڑتا۔

Marfat.com

سعودی عرب مشرقِ وسطی کا واحد ملک ہے جہاں پر بے روزگاری کا مسئلہ نہیں تمام لوگوں کو ملازمت کے بہتر مواقع میسر ہیں عام طور پر ہنر مند کارکن کی بڑھتی ہوئی مانگ کے پیشِ نظر اس کی اجرت بیس روپے روزانہ سے بڑھ کر پچاس روپے روزانہ ہو گئی ہے۔ اس کے باوجود آدمیوں کی شدید کمی محسوس کی جاتی ہے جس کے لئے ہیں دوسرے ممالک سے لوگوں کو کام کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ خوراک کی فراہمی کی طرف بھی شاہ فیصل نے خصوصی توجہ دینے کا حکم دیا تھا۔ اناج اور عام زندگی کی دوسری ضروریات جن کی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ان کی قیمتیں سعودی عرب میں ایک مقام پر ٹھہری ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ وہ عام شہری کو ان اشیاء کی بہت کم قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ حکومت خود مقررہ قیمت سرکاری خزانے سے ادا کرتی ہے۔ اناج اور دوسری اشیاء دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں انتہائی سستی ہیں۔ علاج اور تعلیم مفت ہیں۔ صنعتی۔ تجارتی اور زرعی ترقی کے لئے بڑی آسانی سے قرضے بلا سود دستیاب ہیں۔ جس وجہ سے لوگوں میں ترقی کرنے اور ان شعبوں میں خود کفیل ہونے کا رجحان فروغ پا رہا ہے۔

شاہ فیصل کی اندرونی اسلامک پالیسی کی نمایاں خصوصیات اس سرزمین کے مقدس مقامات کی حفاظت اور ان لاکھوں زائرین حج کی حفاظت اور ان کے لئے قیام وطعام اور صحت کے لئے انتظامات کرنا ہیں جو ہر سال دنیا کے کونے کونے سے یہاں آکر ثوابِ دارین حاصل کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حکومت وہاں کی دو مشہور مساجد کو وسیع کیا گیا۔ پہلی مسجد خانہ کعبہ کی بڑی مسجد ہے اور دوسری مدینہ منورہ کی مسجد نبوی ہے ان مساجد کو وسیع کرنے میں تعمیری اخراجات پر تقریباً

Marfat.com

۷۵ کروڑ ریال صرف ہوئے۔ مرحبا شاہ فیصل! اسلامیانِ عالم آپ کے اس احسان کو کبھی نہیں بھول سکتے۔

مسجد الحرام کو اس قدر وسیع کر دیا گیا ہے کہ اب اس میں بیک وقت تین لاکھ حجاج فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔ حکومت نے صحت اور صفائی کا ایک عظیم سینٹر قائم کیا ہے جس کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی ہے یہ سینٹر دو لاکھ اٹھائیس ہزار مربع میٹر میں پھیلا ہوا ہے۔ صرف محکمہ صفائی ۱۵۰ عمارات پر مشتمل ہے۔ جس کے گرداگرد ضعیف حجاج کے لئے پختہ سائبان بنائے گئے ہیں تاکہ وہ دھوپ کی تمازت سے محفوظ رہ سکیں اور آرام کر سکیں۔ حکومت سعودی عرب نے ایک نیک کام یہ بھی کیا ہے کہ حاجیوں کو تمام ٹیکسوں سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ حاجیوں کی صحت وصفائی رسل و رسائل اور دیگر سہولتوں پر حکومت سعودی عرب ہر سال بیس کروڑ ریال سالانہ خرچ کرتی ہے۔

یہاں تک تو ان باتوں اور کاموں کا ذکر کیا گیا ہے جس کا تعلق عرب کی اندرونی اسلامی پالیسی سے ہے۔ اب ذرا ان کی بیرونی اسلامک پالیسی پر نظر ڈالئے۔ اس میدان میں شاہ فیصل مادی دنیا کی تاریکیوں میں شمع اسلام کی روشنی بکھیرتے نظر آتے ہیں۔ فلسفہ اسلام میں ایمان کی پختگی کو سب سے عظیم طاقت کہا گیا ہے اور یہ ایمان کی پختگی کی برکت ہے کہ شاہ فیصل نے مسلمانانِ عالم کو خبردار کرتے ہوئے اعلان فرمایا ہے کہ۔

"اے مسلمانو! اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرو، کیونکہ تمہارے سروں پہ ایک ہی قسم کی خطرے کی تلوار لٹک رہی ہے۔ مادہ پرستی

Marfat.com

کے قدم تمہارے دروازوں پہ پہنچ چکے ہیں۔ تاکہ تم میں نفاق اور افتراق کا بیج بو دیں، تمہارے بنیادی اصول اور ارکان پہ ضرب لگائیں اور تمہارے دلوں سے نورِ اسلام کی کرنیں چھین لیں، خبردار ان کے فریب میں نہ آنا"

چنانچہ اس اعلان کی اصل حقیقت ایمان والوں پہ واضح ہو گئی شاہ فیصل کا یہ نعرہ دراصل صیہونیت اور اس کی گود میں پلنے والے کمیونسٹ نظریات پہ ایک ضرب کاری تھا۔ کیونکہ انہوں نے صرف مسلمانوں ہی کو ان نظریات کے مہلک خطرات سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس میں انھوں نے حضرت عیسیٰؑ کے پیروکاروں کو بھی خبردار کیا تھا۔ شاہ فیصل نے سعودی عرب کو تعلیمی ترقی سے بھی ہمکنار کیا۔ انہوں نے تعلیمی درسگاہوں میں طالب علموں کو شگفتہ اور خلوص بھرے پیغامات سے نوازا اور تعلیم و تربیت اور صنعت و حرفت کے میدان میں ایسی سرکاری ملک گیر تنظیموں کو قائم کیا۔ جن کا قیام کسی بھی جدید معاشرہ کی تشکیل کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ انہوں نے علمی، تعلیمی اور تکنیکی میدانوں میں جو عظیم اور بے پناہ انقلابی تبدیلیاں کیں۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج سعودی عرب میں نہ صرف پٹرو کیمیکل بلکہ دنیا کی دوسری جدید صنعتیں بھی موجود ہیں اور مختلف منصوبے عملی روپ دھار رہے ہیں۔ اس بات کا شاید بہت کم لوگوں کو علم ہو کہ سعودی عرب ایک جدید سائنسی ملک بن رہا ہے۔

علمی میدان میں شاہ فیصل نے سعودی عوام کے لیے جو خدمات انجام دیں، دنیا کا دوسرا ملک اس کی نظیر مشکل ہی سے پیش کر سکتا ہے۔ یہ وہ میدان تھا۔ جس کی طرف شاہ فیصل نے سب سے زیادہ توجہ دی اور اس مسئلہ کو دوسرے

Marfat.com

مسلکوں پر فوقیت دیتے رہے۔ سلطنت سعودی عرب کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد یونیورسٹی کے قیام کے منصوبے کو بروئے کار لاتے ہوئے اُنھوں نے فرمایا:-

"دورِ حاضر جس میں، ہم رہتے ہیں، ایسے لوگ بھی ہیں جو اس بات پر لب کشا ہوتے ہیں، جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ترقی و تہذیب کا ارتقاء ضابطۂ علم کے مطابق ہے۔ ایسے لوگ اپنے آپ کو اور خدا کو دھوکہ دیتے ہیں۔

بھائیو!

ہماری خامی یہ ہے کہ ہم شریعت اسلامیہ کو اچھی طرح سے نہیں سمجھتے۔ ہم اپنے مذہب کا پوری طرح سے مطالعہ نہیں کرتے۔ لعض شیطان صفت لوگ اس قدر بدباطن ہیں کہ وہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔

بھائیو!

یونیورسٹی کے قیام کا نظریہ آپ کے ایسے بھائیوں کے ذہن میں پیدا ہوا، جو علم وفضل کی خدمات اور توسیع کے خواہاں تھے۔ ان کی یہ خواہش تھی کہ وہ دنیا پر ثابت کر دیں کہ ہمارے ملک میں کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو صرف باتیں ہی نہیں کرتے، بلکہ کام اور تعمیر بھی چاہتے ہیں۔

Marfat.com

شاہ فیصل وزارت عظمیٰ کے دور میں بھی تعلیمی ترقی میں نمایاں دلچسپی لیتے تھے۔ ان کی زندگی کا مشن جہاں عالم اسلام کا اتحاد تھا، وہیں ان کی زندگی کا مشن تعلیم و تکنیک اور سائنس بھی تھا۔ ۹ر فروری ۱۹۶۵ء کو انہوں نے دہران کے علاقہ میں پٹرولیم کالج کا افتتاح کیا۔ اور کہا کہ میرے لیے یہ ایک عظیم موقع ہے کہ میں اس عظیم ادارہ کے اجراء اور افتتاح میں شریک ہوں۔ میں اس ادارہ کے بارے میں کم سے کم یہی کہہ سکتا ہوں کہ یہ ہماری سائنسی معاشی اور صنعتی ترقی کے ایک پہلو کی نمائندگی کرتی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہو رہی ہے کہ اس ادارہ میں سعودی اور الجزائری طلباء شانہ بشانہ عرب دنیا کو ہماری امیدوں کی جانب عظیم حیثیتوں سے دنیا کی ان اقوام میں آگے لانے کا کام انجام دے رہے ہیں۔ جو اپنی ذمہ داری کو قبول کرتے ہیں۔ چند برس پہلے یہ ادارہ ایک خواب تھا، ہم ادھر اُدھر دیکھا کرتے اور اپنے آپ کو ترقی کے مختلف پہلوؤں کے قابل نہ پاتے تھے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ آج ہمارے خواب کی تعبیر نکل آئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہماری مدد کی ہے اور ہم دو سال کے عرصہ ہی میں اس کام کو عملی شکل دے رہے ہیں۔ میری رائے میں یہ ایک بے مثل کارنامہ ہے، جسے سعودی عرب کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

۸ر مارچ ۱۹۶۵ء کو شاہ فیصل نے طلباء کو اسلامی شعائر اپنانے کی تلقین کی۔ انہیں اسلامی یونیورسٹی دیکھنے کا اشتیاق تھا۔ چنانچہ اس موقع پر اُنھوں نے جو خطبہ ارشاد فرمایا، وہ ان کی مستقبل کی پالیسیوں کا غماز اور سیاسی پالیسیوں کا عکاس ہے۔ اُنھوں نے صرف سعودی ہی نہیں، دنیا بھر کے مسلمانوں، نوجوانوں اور طالب علموں کو فلاح و نجات کا راستہ بتاتے ہوئے کہا:۔

"اس جامعہ میں آپ کی عظیم اسلامی سعی کی حوصلہ افزا خبر سننا کوئی عجیب وغریب بات نہیں ہے۔ میری تمنا ہے کہ آپ ہر قسم کی کامیابی حاصل کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اسلامی برادری کے من حیث المجموع مفاد اور دعوت اسلام کی خاطر عالم اسلام کے ممالک میں متوقع نتائج حاصل کرلیں گے۔ آپ کے سامنے طویل اور کٹھن راستہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اپنے آپ کو علم وکردار سے آراستہ کرکے اس قابل ہو جائیں گے کہ آپ کفار کے دلائل کا منطق سے مقابلہ کرسکیں۔ تاآنکہ آپ انہیں عقل اور صبر سے قائل نہیں کرلیتے، کیونکہ وحدت حق کا یہی صحیح راستہ ہے۔ اسلام میں شامل علم کی دولت ہر انسانی علم اور افکار سے بالاتر ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اس جامعہ میں ایسے کئی لوگ ہیں، جو مجھ سے زیادہ عالم ہیں اور جن ذمہ داری آپ کو جس چیز کی ضرورت ہے، وہ سچائی ہے۔ جس کی مدد سے آپ اپنی آواز مستحکم بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے سچے پیغام کی تبلیغ کریں گے۔"

آج فنی تعلیم، عسکری تعلیم، سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کے حصول میں جو مراعات سعودی طالب علموں کو حاصل ہیں۔ وہ کسی اور ملک کے طالب علموں کو نہیں۔ سعودی عرب کے عوام اپنے بچوں کو دنیا کی جس یونیورسٹی

Marfat.com

اور کالج میں داخل کروانا چاہیں، آسانی سے کروا سکتے ہیں۔ اس سہولت کا سہرا بھی شاہ فیصل کے سر ہے، جنہوں نے تعلیمی محاذ پہ بے پناہ خدمات انجام دیں۔ وہ طالب علموں کو مستقبل کے معمار اور قوم کا عظیم سرمایہ سمجھتے تھے اور ان کے جذبات و احساسات کی قدر کرتے تھے۔

شاہ فیصل کی پالیسیوں سے کرۂ ارض کا ہر باشندہ متاثر ہوا۔ امریکہ کا مشہور جریدہ ہفت روزہ ٹائم جو ۱۹۲۷ء سے ہر سال دنیا کی ممتاز ترین شخصیت MAN OF THE YEAR کا انتخاب کرتا چلا آرہا ہے، ۱۹۷۴ء میں سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فیصل کو اس سال کی عظیم شخصیت قرار دیتا ہے۔ رسالے نے شاہ فیصل کے انتخاب کی تفصیل بتاتے ہوئے لکھا کہ ۱۹۷۴ء کے دوران شاہ فیصل نے تیل اور اس سے متعلقہ امور کے بارے میں جو فیصلے کئے وہ کرۂ ارض پہ بسنے والے ہر شخص کی زندگی پہ کسی نہ کسی طرح اثر انداز ہوئے۔ ۱۹۷۴ء اس اعتبار سے ہنگامہ خیز سال تھا کہ اس دوران سیاسیات عالم میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں اور ان تبدیلیوں کے پس پہ وہ شاہ فیصل کا بڑا ہاتھ تھا۔

ہفت روزہ ٹائم لکھتا ہے کہ ہمیں یوں تو تمام سال دنیا کی ممتاز ترین شخصیت کے بارے میں تجاویز وغیرہ موصول ہوتی رہتی ہیں لیکن انتخاب کا اصلی کام اکتوبر کے اوائل میں شروع ہوا۔ سال کی شخصیت کے امیدواروں میں امریکہ کے سابق صدر نکسن اور ہنری کسنجر سے لیکر عالمی ہیوی ویٹ کے چیمپئن محمد علی تک شامل تھے۔ جب انتخاب کا مرحلہ آیا، تو ہمارے منیجنگ

Marfat.com

ایڈیٹر نے دوسرے ایڈیٹروں اور بیورو چیفس کو بھی دعوت دی ہے کہ وہ شخصیت کو نامزد کریں۔ آخر کار ایک طویل پیچیدہ لائحہ عمل کے بعد شاہ فیصل کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس سلسلہ میں نکسن، فورڈ اور کسنجر بھی امیدوار تھے، لیکن ان میں سے کوئی بھی ہمارے معیار پر پورا نہ اُتر سکا۔ اس لحاظ سے شاہ فیصل کو ۱۹۷۴ء کی ممتاز ترین شخصیت قرار دے دیا گیا۔

Marfat.com

دشمن کہتے ہیں....

والیٔ حرمین شاہ فیصل کی شخصیت کا ایک زمانہ معترف ہے۔ ان کے کردار کی اپنوں ہی نہیں، بیگانوں نے بھی تعریف کی، ہر ایک کو ان کی دانشمندانہ قیادت پر اعتماد و ناز تھا۔ انہوں نے عالم اسلام کے اتحاد اور سعودی عرب کے عوام کی ترقی اور خوشحالی کے لئے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، وہ سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ انہوں نے بادشاہت کے روائتی تصور کو بدل کر رکھ دیا۔ مغربی پریس کی رائے میں کوئی بھی فریادی شاہ فیصل کے روبرو بلا روک ٹوک جا سکتا تھا۔ ریڈرز ڈائجسٹ نے مارچ ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں لکھا ہے:۔

"سعودی عرب میں مجلس یا دربار عام کی روایات دوبارہ زندہ ہو چکی ہیں۔ شاہ فیصل کے دربار عام اور ان کی مجلس میں ہر شخص کو دل کی بات کہنے کی آزادی حاصل ہے معمول کے مطابق شاہ فیصل ہر روز دو مرتبہ طویل اجلاس منعقد کرتے ہیں۔ شاہ کا کہنا ہے کہ اگر کسی شخص کو شکایت ہو اور وہ

Marfat.com

مجھ تک نہ پہنچائے تو اس کی ذمہ داری خود اس شخص پر عائد ہو گی۔ یہ معمولات بتاتے ہیں کہ شاہ فیصل کس قدر جمہوریت پسند ہیں اور ان کے نزدیک بادشاہت کا تصور یہی ہے کہ رعایا میں سے ہر شخص کو اپنی مشکل بیان کرنے کا کھلے اجلاس میں موقع ملے۔ شاہ فیصل کے دربارِ عام یا مجلس میں اب تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی فریادی آیا ہو اور اُسے پہرہ داروں نے روک لیا ہو۔ شاہ فیصل ہر سوالی کی بات کو بغور سنتے تھے اور پھر اس کی شکایت کو موقع پر ہی دور کرنے کا حکم صادر فرماتے تھے۔"

مغربی پریس کی رائے میں شاہ فیصل نے پرانے قدامت پسند لوگوں کی مخالفت کئے بغیر اپنے ملک کی قسمت کا نقشہ بدل ڈالا۔ تیل کی دریافت کے بعد شاہ فیصل نے اپنی رعایا کی خوشیوں میں مزید اضافہ کیا۔ ان کے لئے ذرائع آمدن کو بڑھایا اور انہیں احساس دلایا کہ تیل کی دولت بھی اللہ کی ایک نعمت ہے، جو ان کے ریگستانوں کو گلزاروں میں بدل دے گی۔ نیویارک کا اخبار "ہیرلڈ ٹریبون" اکتوبر ۱۹۶۴ء کی اشاعت میں اس بارے میں لکھتا ہے:۔

"سعودی عرب میں جب پہلے پہل تیل دریافت ہوا، تو لوگوں نے اسے محض آمدنی کا ذریعہ سمجھا، لیکن شاہ فیصل نے اپنی رعایا کو یہ احساس دلایا کہ یہ سیال سونا نہ صرف آمدنی کا ذریعہ

Marfat.com

ہے، بلکہ دنیائے عرب کی عظمت کے احیاء کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے موجودہ نسل کو تعلیم سے بہرہ ور کرنے کا ایک جامع اور ہمہ گیر پروگرام مرتب کیا۔ ریگستان، گلستانوں میں بدل گئے اور لوگوں کی خوشیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔"

سعودی عرب سے تیل کی دریافت ایک پُرامن انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ ہیرلڈ ٹریبون نے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

"کرہ ارض کے ایک دور افتادہ خطے میں، جو دنیا میں سعودی عرب کے نام سے موسوم ہے۔ جس قسم کا انقلاب نہایت خاموشی سے جنم لے رہا ہے، اس سے قبل دنیا نے ایسا انقلاب کہیں نہیں دیکھا تھا۔ یہ انقلاب ایک تحریک ہے۔ وہ تحریک، جو احیائے زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے۔ اس میں صرف دولت اور سرکاری خدمات ہی شامل نہیں، بلکہ عوام کا تعاون بھی شریک ہے۔ اکثر ملکوں میں مغربی معیار زندگی صدیوں کے لائحہ عمل کے بعد حاصل ہوا۔ سعودی عرب میں یہ انقلاب راتوں رات رونما ہو رہا ہے۔"

شاہ فیصل نے جہاں سعودی عرب کی تعمیر و ترقی کے لئے کوششیں کیں، وہاں اپنی رعایا کے اخلاق کو حُسنِ علم و عمل سے آراستہ و پیراستہ کرنے کی

Marfat.com

بھی جدوجہد کی۔ وہ سعودی عرب کے عوام کو باعمل مسلمان دیکھنا پسند کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی حکومت میں صحیح معنوں میں اسلامی قوانین نافذ کئے۔ ان کی شخصیت کے اس رُخ کو نیوز دیک نے ۱۷ر جون ۱۹۶۲ء کے شمارہ میں یوں اجاگر کیا ہے۔

"شاہ فیصل، اخلاقی اقدار اور اپنے ثقافتی ورثہ کے بارے کے بارے میں بہت محتاط ہیں۔ انہوں نے جدید طرز زندگی کا انقلاب انتہائی محتاط انداز میں اپنے ملک میں لانے کی کوشش کی ہے۔ یہ ان کے اسی جدید طرز زندگی کے انقلاب کا اثر ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو پورے ملک میں دوکانیں بند کر دی جاتی ہیں اور اس مقصد کے لئے پولیس بازاروں اور گلیوں میں باقاعدہ گشت کرتی ہے۔"

اسلام کی عظمتِ رفتہ کو بحال کرنا شاہ فیصل کا نصب العین تھا۔ وُہ اپنی طبیعت کی بردباری، ذہن کی فراست اور قلب کی حلیمی کے باوجود ایک پرجوش قائد بھی تھے اور ملک میں اصلاحات کے ذریعے انقلاب برپا کرنے کے متمنی تھے۔ ہفت روزہ ٹائمز ۲۴ جون ۱۹۶۶ء کے شمارے میں لکھتا ہے۔

"شاہ فیصل ایک پرجوش قائد ہیں اور اپنے ملک میں اصلاحات کے ذریعے انقلاب لانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے تیل کی دولت کو عوام کی بہبود و فلاح پر خرچ کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ اقتدار سنبھالتے ہی انہوں نے یہ حکم دیا

Marfat.com

کہ عوام کو مفت تعلیم اور طبی امداد دی جائے۔ عوام سے
قریب تر ہونے کے لئے انہوں نے ہر روز دربار عام منعقد
کرنے کا فیصلہ کیا جہاں آج بھی لوگ بلا خوف وخطر اپنی
شکایات بیان کرتے ہیں۔ شاہ فیصل روزانہ بیس گھنٹے
کام کرتے ہیں اور حکومت کے ہر منصوبے کا بغور جائزہ
لیتے ہیں۔"

تہران کے اخبار کیہان انٹرنیشنل میں ممتاز صحافی کینتھ میکنزی، نومبر ۱۹۶۵ء کے خصوصی شمارہ میں لکھتے ہیں کہ میں نے ایک بار شاہ فیصل کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ ان کے ملک کے لوگ مغربی طرز جمہوریت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ اس پر شاہ فیصل نے کہا کہ جن ملکوں نے مغربی طرز جمہوریت اختیار کیا انہیں کیا ملا ہے؟ کیا ان کے ہاں سعودی عرب سے زیادہ اور طرز جمہوریت رائج ہے۔!"

کینتھ میکنزی کا کہنا ہے کہ شاہ کی زبان سے یہ جواب سن کر ———— میں خاموش ہو گیا۔ پھر وہ بولے "ہمارے اپنے طور طریقے ہیں۔ ہم ان ہی پر عمل کریں گے۔ جو لوگ مغربی طرز حکومت کو پسند کرتے ہیں۔ انہیں اپنے کام میں مگن رہنے دیجئے۔

شاہ فیصل نے اسلام کی عظمت رفتہ کو بحال کرنے کے لئے وسیع پیمانے پر سفارتی کارروائیاں کیں۔ یہ ان ہی کی کوششوں کا ثمر تھا کہ دنیائے عرب میں اسلام، اتحاد کا علمبردار گردانا جانے لگا اور کئی غیر مسلم بھی مشرف بہ اسلام

Marfat.com

ہونے لگے۔ بہت سی لادینی حکومتیں اسلام کی عظمت رفتہ کی بحالی دیکھ کر خائف ہوتی چلی گئیں۔ اس بارے میں کارجین لندن فروری ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔

"شاہ فیصل نے ایک بہت مشکل کام کا بیڑہ اُٹھایا ہے اور وہ ہے اسلام کی عظمتِ رفتہ کو پھر سے واپس لانا۔ بلاشبہ وہ اپنے اس مقصد اولیٰ میں کامیاب ہیں انہوں نے حال ہی میں جو سفارتی کارروائی شروع کی ہے، اس میں یہ بات ایک بنیادی نصب العین کی حیثیت سے اجاگر ہو گئی ہے۔ اس سفارتی کارروائی نے شاہ فیصل کی شخصیت کو دنیائے عرب کے پلیٹ فارم پر بلند مقام عطا کر دیا ہے۔"

ٹائمز لندن نے ۹ مئی ۱۹۶۷ء کے شمارے میں شاہ فیصل کی شخصیت کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سعودی عرب نے مختصر ترین عرصہ میں ترقی کے کئی مراحل طے کئے ہیں اور اس ترقی کا تمام تر سہرا شاہ فیصل کے سر ہے۔ یہ وہ آراء ہیں، جو بیگانوں کی ہیں۔ وہ بیگانے، جو ہر لمحہ اور ہر لحظہ اسلام کی مخالفت پر کمربستہ رہتے ہیں اور جنہیں ملّت اسلامیہ کا اتحاد ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ ان کی کوششیں یہی ہوتی ہیں کہ عالم اسلام متحد نہ ہو۔ اپنے اسی مقصد کی خاطر وہ دنیائے عرب میں نفاق اور پھوٹ ڈالنے کی سازشوں میں مصروف رہتے ہیں ۔۔۔ مگر ان تمام تر مخالفتوں کے باوجود انہوں نے شاہ فیصل کی

Marfat.com

بے لوث شخصیت، اور سعودی عوام کے لئے ان کی محبت و وارفتگی کا ذکر اُنہوں نے جس انداز میں کیا ہے، اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی اور یہ تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے کہ شاہ فیصل گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے اور ان کی شخصیت عالم اسلام کے اتحاد کے لئے ایک ستون کی حیثیت رکھتی تھی۔

Marfat.com

شاہ فیصل اور پاکستان

شاہ فیصل کو یوں تو مسلمانوں کے ہر ملک سے گہری محبت، والہانہ شیفتگی اور دلچسپی تھی اور ان کا سایہ شفقت پورے عالم اسلام تک پھیلا ہوا تھا لیکن پاکستان سے تو گویا انہیں عشق تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شاہ فیصل نے سعودی عرب اور پاکستان کو کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ سمجھا۔ پاکستان ان کے نزدیک سعودی عرب تھا اور سعودی عرب ان کے لئے پاکستان۔ دونوں ملکوں کو وہ اسلام کی ایک ہی ڈالی کے دو پھول جانتے تھے۔ اُنہوں نے کئی بار اس امر کا اظہار کیا کہ:

پاکستان اسلام کا قلعہ ہے اور اس کے استحکام
سے سعودی عرب کے عوام کو گہری دلچسپی ہے!

شاہ فیصل نے سعودی عرب کے عوام کی طرف سے ہر آزمائش کی گھڑی ،، پاکستان کے عوام کا ساتھ دیا۔ اور اقوام متحدہ سے لیکر سربراہی کانفرنس ا۔ نہ صرف پاکستان کے موقف کی حمایت کی، بلکہ ہر جگہ پاکستان کو سہارا ! اور اہلِ پاکستان کی بروقت اور بعض صورتوں میں وقت سے پہلے

Marfat.com

امداد کر کے ان کی دُعائیں لیں اور ان کے دل موہ لیے۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کسے یاد نہیں جب بھارت کے حکمرانوں نے اپنے توسیع پسندانہ منصوبوں کی تکمیل کی خاطر رات کی تاریکیوں میں چھپ کر پاکستان کی مقدس سرزمین پر حملہ کیا۔ اس نازک مرحلہ پر شاہ فیصل نے بھارت کے اس جارحانہ اقدام کی پرزور مذمت کی اور جہاں پاکستان کی امداد و حمایت کا اعلان کیا، وہاں سعودی کابینہ کے جاری کردہ بیان میں بھارتی لیڈروں کو متنبہ بھی کیا کہ وہ عربوں سے اپنی دوستی کا ناجائز فائدہ نہ اُٹھائے اور پاکستان کے خلاف جارحیت سے باز آجائے۔ اقوام متحدہ اور دوسرے عالمی اداروں میں بھی سعودی عرب کے نمائندوں نے پاکستان کی بھرپور حمایت کی۔ مکہ میں رابطہ عالم اسلامی کا اجلاس ہوا اور اس میں بھارتی جارحیت کی مذمت کی گئی۔ اسی دوران مکہ کے گورنر اور شاہ فیصل کے بھائی امیر مشعل نے ۱۷ ستمبر کو پاکستان کی طرف سے لڑنے کا اعلان کیا۔ شاہ فیصل کے خاندان کے دیگر افراد نے بھی اسی طرح کے اعلانات کیے۔ بیت اللہ میں پاکستان کی فتح کے لیے خاص دُعائیں مانگی گئیں۔ غسل کعبہ کی تقریب میں خانہ کعبہ کے اندر پاکستان کی بقا و سلامتی اور بھارتی جارحیت کے مقابلے میں اس کی فتح کے لیے دُعا ہوئی۔ اس دعا میں اردن کے ولی عہد شہزادہ فہد بھی شامل تھے۔

ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں سعودی عرب میں پاکستان کی حمایت میں جو نعرے بلند ہوئے، وہ بھی ہمیشہ یاد رہیں گے۔ سعودی عرب کے

Marfat.com

عوام نے دامے، درمے اور سخنے، پاکستان کی حمایت میں حصہ لیا۔ انھوں نے بڑے بڑے شہروں میں پاکستان کی امداد کے لئے عطیات کمیٹیاں بنائیں۔ جدّہ میں امداد پاکستان کمیٹی کے سربراہ نے سفیر پاکستان کو دفاعی فنڈ کے لئے پہلی قسط کے طور پہ تین لاکھ تیس ہزار ریال کا چیک پیش کیا، سعودی عرب میں پاکستان کے لئے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ سکولوں تک میں عطیات کمیٹیاں قائم ہوئیں۔ مکہ کے فیصلیہ سکول کے ننھے منے بچوں نے گھر گھر جا کر پاکستانیوں کے لئے چندہ اکٹھا کیا۔

شاہ فیصل کی شخصیت کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ اپنے بھائیوں کی دستگیری بڑی خاموشی سے کیا کرتے تھے۔ ستمبر ۱۹۶۵ء میں اُنھوں نے پاکستان کی کن کن طریقوں سے مدد کی، یہ تو حکومت پاکستان کے باخبر حلقے ہی جانتے ہوں گے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ شاہ فیصل نے سعودی عرب کی طرف سے پاکستان کی جو امداد کی، وہ سب اسلامی ملکوں سے زیادہ تھی۔ بنابریں ستمبر ۶۵ء میں پاکستان کی فتح کا جشن ہر اسلامی ملک میں منایا گیا۔ سعودی عرب میں اس جشن کی رونقیں کچھ اور ہی تھیں۔ شاہ فیصل گو اپنے جذبات کا اظہار کرنے میں ہمیشہ احتیاط برتتے تھے۔ تاہم ۶۵ء کی کامیابی کے بعد اُنھوں نے برملا اپنی خوشیوں کا اظہار کیا اور متعدد مسلم ملکوں اور سفیروں سے ملاقات کے دوران فرمایا کہ:

"پاکستان نے فخر سے ہمارا سر بلند کر دیا ہے"

اس جنگ کے بعد شاہ فیصل نے پاکستان پر خصوصی توجہ دی۔ اپریل ۱۹۶۶ء

میں وہ پہلی اسلامی سربراہی کانفرنس کے انعقاد کی کوششوں کے سلسلہ میں پہلی بار پاکستان کے سرکاری دورہ پر تشریف لائے تو پاک سعودی عرب تعلقات ایک نئے دور میں داخل ہوئے۔ ان تعلقات کا اعادہ کرتے ہوئے شاہ فیصل نے ۲۰ اپریل ۶۶ء کو کراچی میں شہریوں کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

"میرے ملک کے عوام پاکستان کے لوگوں کے مصائب کو اپنے مصائب گردانتے ہیں۔ میں علی الاعلان واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آزمائش کی ہر گھڑی میں سعودی عرب کے عوام اپنے پاکستانی بھائیوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہونگے کیونکہ پاکستان اور سعودی عرب کے برادرانہ تعلقات میں منسلک کرنے والے تعلقات انتہائی مضبوط روحانی اور دینی رشتوں پر مبنی ہیں۔ یہ وہ لامحدود رشتے ہیں جو کسی بھی مادی نقطہ نظر سے متاثر نہیں ہو سکتے، حدیث ہے کہ مسلمان ایک جسم کے اعضاء کی طرح ہیں ان میں سے کسی ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو دوسرے اعضاء بھی اسے یکساں طور پر محسوس کرتے ہیں۔ پس پاکستان اور سعودی عرب کے عوام بھی اس جسم کے اعضاء ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان اعضاء کو کبھی مضمحل نہ ہونے دے اور ہم سب کی فلاح و بہبود اور دنیا بھر کے مسلمانوں

Marfat.com

کے مفاد میں ان برادرانہ رشتوں، باہمی تعاون اور اتحاد کو مضبوط بنانے کی کششوں کو کامیابی عطا کرے۔"

شاہ فیصل کو پاکستان سے اس قدر قلبی لگاؤ تھا کہ وہ اپنے ملک کے مفادات کو پاکستان کے مفاد سے کبھی بالاتر نہ سمجھتے تھے۔ اپریل ۶۶ء کے دورہ کے دوران انہوں نے سکیورٹی پرنٹنگ پریس کا معائنہ کیا اور فرمایا:-

"جو کچھ پاکستان میں بنتا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے ہی ملک میں بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس برادر ملک اور اس کے دفا شعار ایمان دار عوام کو زندگی کے ہر شعبے میں امن و خوشحالی عطا فرمائے۔"

بعد ازاں ایک ضیافت میں تقریر کرتے ہوئے شاہ فیصل نے کہا کہ اگر ہم نے پاکستان کے ساتھ تعاون اور برادرانہ برتاؤ کیا ہے تو یہ ہمارا دینی فرض ہے۔ گویا شاہ فیصل، پاکستان کی امداد و تعاون کو شعائر اسلامی سمجھتے تھے ان کے خیال میں یہ کوئی احسان نہ تھا، بلکہ یہ ان کی ذمہ داری تھی۔

ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں پاکستان نے جو برتری حاصل کی، شاہ فیصل نے اس کی تعریف کی اور علامت کے طور پر اہل پاکستان کو ایک طلائی شمشیر پیش کی۔ شاہ فیصل کے پریس ایڈوائزر اور سعودی عرب کے ممتاز شاعر کنعان محمد الخطیب نے اس موقع پر کہا۔

"پاکستان کاروانِ اسلام کا رہنما ہے۔ یہ وہ شیر ہے جس کے ساتھ نڈر اور بہادر چیتے ہیں۔ شاہ فیصل کا لاہور"

کراچی اور راولپنڈی میں فقید المثال استقبال ہوا۔ پاسبان حرم پاکستانی عوام کے جذبات اور ان کی محبت وعقیدت سے بڑے متاثر ہوئے اور اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ اپنے پاکستانی بھائیوں کو قریب سے قریب تر دیکھ کر میرا دل اور سعودی عرب کے ہر فرد کا دل انتہائی مسرت و شادمانی سے معمور ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ محبت اور شادمانی ہمیشہ برقرار رکھے۔

شاہ فیصل کا لاہور میں بھی شایان شان استقبال کیا گیا۔ ۲۱ را پریل ۱۹۶۶ء کو زندہ دلان لاہور نے ان کے اعزاز میں شالامار باغ میں ایک استقبالیہ دیا۔ شاہ فیصل، اہلیان لاہور کے جذبات سے بے پناہ متاثر ہوئے۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا۔

"پاکستان اور سعودی عرب کا مقصد قیام اسلامی نظریہ حیات کی علمبرداری اور اللہ کی زمین پہ اللہ کی حاکمیت قائم کرنا ہے۔ یہ دونوں ملک اسلام کے سرچشمہ ہدایت سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ پاکستان اور سعودی عرب کی دوستی لازوال ہے۔ میرا ملک ہر حال میں پاکستان کے ساتھ رہے گا۔ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ دونوں ملک روحانی رشتوں میں منسلک ہیں اور میرا ملک ہر لمحے اور ہر صورت حال میں پاکستان کی حمایت کرے گا۔"

Marfat.com

اپنے پہلے دورہ کے دوران شاہ فیصل نے اسلام آباد کی جامع مسجد کی تعمیر کے تمام مصارف اپنی حکومت کی طرف سے ادا کرنے کا اعلان کیا اور لاہور ہی میں رابطہ عالم اسلام کی طرف سے انجمن حمایت اسلام کو ۲ لاکھ ریال کا گرانقدر عطیہ دیا۔ ۲۴ اپریل ۶۶ء کو روانگی سے قبل ایک الوداعی پیغام میں شاہ فیصل نے پاکستان کے بارے میں اپنے دلی جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا :-

"یہ بات درحقیقت بڑی مسرت انگیز اور باعث تشکر ہے کہ آپ نے اسلام کے ان اصولوں اور تعلیمات پر مبنی ریاست قائم کی ہے، جو اپنی قوت و رہنمائی ہدایت خداوندی کے ابدی سرچشمے سے حاصل کرتی ہے۔"

شاہ فیصل کے پانچ روزہ دورہ کے اختتام پر جاری ہونے والا مشترکہ اعلامیہ پاک سعودی عرب تعلقات کی تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ شاہ فیصل نے کشمیریوں کے حق خود ارادی کی مکمل حمایت کا اعلان کیا اور زور دیا کہ یہ مسئلہ اقوام متحدہ کی منظور کردہ قراردادوں کے مطابق استصواب رائے سے طے کیا جائے۔ اس اعلامیہ میں دونوں حکومتوں نے اقتصادی، معاشی، ثقافتی، تعلیمی اور فنی میدانوں میں گہرے تعاون کا فیصلہ کیا اور یہ بھی طے کیا کہ عنقریب دونوں ملکوں کے اعلیٰ افسران زندگی کے ہر شعبہ میں تعاون کے لئے ملاقاتیں کرتے رہا کریں گے۔

Marfat.com

شاہ فیصل کے اس دورہ کے دور رس نتائج ظہور پذیر ہوئے ۔ پاک سعودی عرب تعلقات کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا ۔ دو طرفہ وفود کی آمد و رفت شروع ہوئی اور مختلف شعبوں میں معاہدے ہوئے ۔ شاہ فیصل نے اپنے دورہ سے قبل ہی جولائی ۱۹۶۵ء میں سعودی عرب کے ہسپتالوں میں پاکستانی ڈاکٹر، نرسیں اور کمپاوڈر بھرتی کرنے کا حکم صادر کیا تھا ۔ پھر انہوں نے اگست ۱۹۶۵ء میں مشرقی پاکستان کے سیلاب زدگان کے لیے پچاس ہزار ڈالر کے عطیہ کا اعلان کیا ۔ یکم نومبر ۱۹۶۷ء کو بریگیڈیئر حیات سفیر پاکستان نے بتایا کہ سعودی عرب میں دو ہزار پاکستانی ماہرین کام کر رہے ہیں اور شاہ فیصل پاکستان سے گہرے مراسم اور پاکستانیوں کی فنی مہارت سے فائدہ اٹھانے کے خواہاں ہیں ۔ اسی روز عبداللہ المطلق سفیر سعودی عرب متعینہ پاکستان نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ :۔

> "ہمیں پاکستان پر فخر ہے ۔ ہمارے تعلقات برادرانہ اور دوستانہ سے کہیں زیادہ ہیں ۔ ہم خود کو ایک ہی قوم ایک ہی ملک سمجھتے ہیں ۔"

یہ شاہ فیصل کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ پاکستان اور سعودی عرب کے مابین تعلقات میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا ۔ ۱۹۶۷ء میں دونوں ملکوں کے درمیان ایک فوجی معاہدہ ہوا، جس پر سعودی عرب کے وزیر دفاع نے دستخط کئے ۔ اس معاہدے کے بعد سعودی عرب کی بری، بحری اور فضائیہ افواج کی تربیت کا کام پاکستان کو سونپ دیا گیا ۔ اس معاہدہ کے

Marfat.com

نتیجہ میں اپریل ۱۹۶۸ء میں سعودی عرب سے تمام برطانوی پائلٹوں اور فنی ماہرین کو چھٹی مل گئی اور ان کی جگہ پاکستانی ماہرین نے کام شروع کر دیا۔

اگست ۱۹۶۸ء میں پاکستان کے وزیر دفاع اے آر خان سعودی عرب کے دس روزہ دورے پر تشریف لے گئے، جہاں انہوں نے تربیت اور فنی تعاون کے وسیع انتظامات پر بات چیت کی۔ اس سے قبل جنوری ۱۹۶۸ء میں دونوں ملکوں کی فضائیہ کے درمیان گہرے تعاون کے لئے پاک فضائیہ کے سربراہ ائر مارشل نور خان نے سعودی عرب کا دورہ کیا۔ اپریل ۱۹۶۸ء میں سعودی عرب کے وزیر پٹرولیم ڈاکٹر ذکی پاکستان کے دورہ پر آئے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان ہر شعبۂ زندگی میں تعاون کی ضرورت ہے۔ ہمیں اقتصادی معاہدوں کی ضرورت نہیں۔ ہمارے تعلقات اس قسم کے معاہدوں کی حدود سے بالاتر ہیں۔ شاہ فیصل کی خواہش تو ہمیشہ سے یہ رہی ہے اور ہے کہ پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات مضبوط سے مضبوط تر ہوں۔ پاکستان دنیا کا پہلا ملک ہے، جسے سعودی عرب میں تیل تلاش کرنے کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے، جب اکتوبر ۱۹۶۹ء میں جنرل عبدالحمید خان اعلیٰ افسروں پر مشتمل ایک وفد لے کر سعودی عرب گئے اور انہوں نے سعودی عرب کی بری فوج کی تربیت اور باہمی تعاون پر تبادلہ خیال کیا۔ جنرل عبدالحمید خان تب پاکستان کی بری فوج کے چیف آف سٹاف تھے۔

سعودی عرب اور پاکستان کے اقتصادی تعلقات میں بھی بڑی ہم آہنگی رہی ہے۔ شاہ فیصل نے ہر آڑے وقت میں پاکستان کے ساتھ اقتصادی تعاون

Marfat.com

بڑھایا مقبوضہ مشرقی پاکستان میں بلاخیز طوفانوں کا مرحلہ ہو کہ سوات کے زلزلہ زدگان کی امداد۔ شاہ فیصل نے اپنی حکومت کی طرف سے پاکستان کو ہمیشہ کروڑوں روپے کی امداد دی اور متعدد بار پاکستان کو بلاسود قرضے بھی دیئے۔ اسی ضمن میں پاکستان اور سعودی عرب کے اقتصادی تعلقات کو فروغ دینے کے لئے مئی ۷۴ ۱۹ء میں ایک مشترکہ وزارتی کمیشن کا قیام عمل میں آیا۔ اس کمیشن کی تشکیل کا مقصد اقتصادی، سائنسی اور ثقافتی میدانوں میں دوطرفہ گہرے تعاون، تجارت میں توسیع اور مشترکہ منصوبوں کے کام کو سنبھالا دینے کے لئے تھا۔ اسی مشترکہ وزارتی کمیشن نے فیصلہ کیا کہ سرمایہ کاری اور صنعت اور تجارت کی سرگرمیوں میں حصّہ لینے کے لئے سعودی عرب کی سربراہی میں تیل پیدا کرنے والے ملکوں کی تنظیم (OPEC) نے ۱۹۷۰ء میں دو ارب ساٹھ کروڑ ڈالر کا جو امداد فنڈ قائم کیا، اس کا ستر فیصدی حصّہ پاکستان کے لئے مخصوص ہو۔ ازاں بعد سعودی عرب نے ہری پور یا ٹھیلو کی فرٹیلائزر فیکٹری کی تعمیر، دو سیمنٹ فیکٹریوں کی توسیع اور ایک پولی ایسٹر پلانٹ کے قیام کے لئے پاکستان کو دس کروڑ ڈالر امداد دی۔

شاہ فیصل نے اپنے ملک کی تعمیر و ترقی اور معیشت کے استحکام کے لئے پورے عالمِ اسلام میں جس ملک پر سب سے زیادہ اعتماد کیا، وہ پاکستان ہے۔ اُنہوں نے سعودی عرب کے ہر شعبہ زندگی کے لئے پاکستانی ماہرین کی خدمات حاصل کیں۔ وہ پاکستان کے ماہرین کی فنی مہارت، فرض

Marfat.com

شناسی اور سب سے بڑھ کر اسلام سے ان کی گہری وابستگی کے معترف تھے۔
یہ ان کی پاکستان دوستی کا ثبوت ہے کہ آج سعودی عرب کے تعلیمی اداروں،
ہسپتالوں، کاروباری فرموں، مسلح افواج، صنعتی اداروں اور تعمیری منصوبوں
میں ہزاروں پاکستانی اساتذہ، ڈاکٹر، نرسیں، کمپاونڈر، فوجی ماہرین، انجینئر، مزدور
اور کاریگر کام کر رہے ہیں۔ سعودی عرب میں اس وقت غیر ملکی ملازمین میں
اکثریت پاکستانیوں کی ہے۔ شاہ فیصل نے پاکستانیوں کو اعلیٰ ترین مناصب
پر فائز کیا۔ پاکستان کے ممتاز ماہر معاشیات انور علی مرحوم، شاہ فیصل کی
مالیاتی تنظیم کے نگران اعلیٰ اور ان کے ذاتی مشیر تھے۔ مدینہ یونیورسٹی اور رابطہ
عالم اسلامی میں بھی شاہ فیصل نے پاکستانیوں کو زیادہ سے زیادہ منسلک
کرنے کی کوشش کی۔ پاکستان کے دینی مدارس کی دل کھول کر امداد کی اور
لاکھوں کی مالیت کے کتابوں کے عطیات دیئے۔

شاہ فیصل کی حکومت نے بھارتی جارحیت اور ظلم و بربریت کے خلاف
ہمیشہ پاکستان کی حمایت کی اور اس حمایت کا برملا اظہار بھی کرتے رہے
۲۲ر دسمبر ۱۹۶۹ء کو رباط کانفرنس میں انہوں نے احمد آباد کے فسادات
کی مذمت میں باقاعدہ ایک قرارداد منظور کرائی۔ اس قرارداد مذمت کے
نتیجہ میں بھارتی وفد کو اپنے قائد فخرالدین علی احمد کے ساتھ ہی کانفرنس میں
شرکت کے بغیر ذلت و رسوائی کے ساتھ واپس آنا پڑا۔

دسمبر ۱۹۷۱ء میں بھارتی فوج نے جب مشرقی پاکستان پر حملہ کیا، تو ریاض
میں شاہ فیصل کی زیرِ صدارت منعقد ہونے والے اجلاس میں کابینہ نے ایک

Marfat.com

خصوصی بیان جاری کیا۔ اس بیان میں پاکستان کے خلاف بھارت کی ننگی جارحیت کی شدید مذمت کی گئی۔ اسی دوران شاہ فیصل نے تمام اسلامی ملکوں اور غیر جانبدار ملکوں سے اپیل کی کہ وہ دل کھول کر پاکستان کی امداد کریں اور بھارت کی جارحیت کی مذمت کریں۔ بھارت کے انگریزی روزنامہ "ہندلینڈ" نے تو اپنی ۲۲ر نومبر کی اشاعت میں یہاں تک لکھ دیا تھا کہ سعودی عرب نے پاکستان کو ۷۵ جنگی طیارے دئیے ہیں۔ ۶ر دسمبر کو اسلامی سیکرٹریٹ جدہ نے انکشاف کیا کہ شاہ فیصل نے پاکستان اور بھارت کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی کے پیش نظر مسلم ممالک کی خصوصی کانفرنس طلب کرنے کی تگ و دو شروع کر دی ہے۔ دسمبر میں منعقد ہونے والے جنرل اسمبلی کے اجلاس میں جنگ بندی کی قرارداد پر سعودی عرب کے مندوب نے جذبات سے بھرپور تقریر کی اور سلامتی کونسل سے مطالبہ کیا کہ وہ بھارت کو پاکستان کے علاقے سے فوجیں نکالنے پر مجبور کر دے۔ ۸ر دسمبر کو سعودی مندوب نے خاص طور پر سلامتی کونسل کی بحث میں دوبارہ حصّہ لیا اور ایک سو چار ووٹوں کی اکثریت سے عرب اور افریقہ کے مسلم ممالک سے بھارت کی کھلی جارحیت کی مذمت کی قرارداد منظور کرائی۔ اس قرارداد کے محرک و مجوز بھی شاہ فیصل تھے، جنہوں نے اقوام متحدہ میں اپنے مندوب کو ایسا کرنے کی ہدایت کی۔

۱۶ر دسمبر ۱۹۷۱ء کو سقوط مشرقی پاکستان کا عظیم سانحہ رونما ہوا تو شاہ فیصل بچوں کی طرح رو دئیے۔ مسجد اقصیٰ پر یہودیوں کے تسلّط کے

Marfat.com

بعد سانحہ سقوط مشرقی پاکستان ان کے لیے سب سے زیادہ اذیت ناک تھا۔ وہ اس المیہ پر کئی دن روتے رہے، حتیٰ کہ حج کے موقع پر روتے روتے ان کی ہچکی بندھ گئی۔ ایک بار کسی غیر ملکی نامہ نگار کو انٹرویو دیتے ہوئے اُنھوں نے کہا کہ مشرقی پاکستان کے سقوط کی خبر سن کر میں کئی دن تک سو نہ سکا اور شدید قسم کے کرب و اضطراب میں مبتلا رہا۔ پھر جب بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کا مسئلہ درپیش ہوا، تو شاہ فیصل نے ببانگ دہل کہا:

"مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد شیخ مجیب نے بنگلہ دیش کا جو دستور بنایا ہے، اس میں صاف صاف کہا گیا ہے کہ بنگلہ دیش لادین، قوم پرست اشتراکی ریاست ہو گا۔ میرے نزدیک یہ کافرانہ دستور ہے۔ میں اسے ہرگز تسلیم نہیں کروں گا۔ مجھ پر متعدد ممالک نے دباؤ ڈالا ہے کہ میں بنگلہ دیش کو تسلیم کر لوں، لیکن جب تک مجیب بنگلہ دیش کو اسلامی ریاست نہیں بنائے گا، میں اسے ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کروں گا۔"

شاہ فیصل نے پاکستان کے بارے میں جن جذبات کا اظہار کیا، وہ ان کی ایمانی عقیدت کے مظہر تھے۔ انہیں پاکستان سے کس قدر محبت تھی اور مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا انہیں کس قدر صدمہ تھا، اس کا ثبوت اسلامی سربراہی کانفرنس کے دوران پیش آنے والے ایک واقعہ سے بھی مل جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قلعہ لاہور کی دعوت کے وقت شاہ فیصل اور

Marfat.com

شیخ مجیب الرحمٰن کی نشستیں ساتھ ساتھ آگئیں۔ شاہ فیصل نے بیٹھتے ہی شیخ مجیب الرحمٰن کی طرف سے منہ پھیر لیا اور رُخ دوسری طرف کر کے بیٹھ گئے۔ شیخ مجیب الرحمٰن نے دو تین مرتبہ علیک سلیک کی کوشش کی، مگر شاہ فیصل خاموش رہے۔ شیخ مجیب سے رہا نہ گیا۔ انہوں نے سوال کر پوچھ ہی لیا" کیا آپ کو پاکستان اس قدر عزیز ہے کہ آپ مجھ سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔

اس سوال پر شاہ فیصل کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولے "ہاں مجھے پاکستان تم سے زیادہ عزیز ہے" اور پھر خاموش ہو گئے۔

فروری ۱۹۷۴ء میں عروس البلاد لاہور میں اسلامی ملکوں کے سربراہوں کی جو عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی، اس کا سہرا بھی شاہ فیصل کے سر ہے مسلم ممالک کے تقریباً تمام سربراہوں کا ایک مرکز پر جمع ہونا شاہ فیصل کے خلوص ان کی مقناطیسی شخصیت، ان کے وسیع اور گہرے اثرات، ان کے مشفقانہ رویے اور ان کے وسائل کا اثر تھا۔ یہ شاہ فیصل ہی تھے، جنہوں نے اسلامی سربراہی کانفرنس کے لئے لاہور کا انتخاب کیا۔ درحقیقت پاکستان کو شرف میزبانی بخشنا چاہتے تھے اور اس کی وجہ یہی تھی کہ پاکستان کے سینے پر بھارت جارحیت کے زخم ابھی تازہ تھے شاہ فیصل بھارت کو یہ بتا دینا چاہتے تھے کہ وہ سقوط ڈھاکہ کے نشہ میں چور ہو کر باقی ماندہ پاکستان کو کمزور نہ سمجھے۔ اس امر کا اظہار انہوں نے لاہور پہنچنے پر ان الفاظ میں بھی کیا۔

"پوری مسلم دنیا کی متحدہ قوت پاکستان کے ساتھ ہے۔ بھارت کو چاہیئے کہ وہ اب اپنی حریصانہ نگاہیں پاکستان کی طرف اٹھانے کی حماقت نہ کرے"

Marfat.com

اسلامی ملکوں کی سربراہی کانفرنس کے لاہور میں انعقاد سے شاہ فیصل کے تدبر اور نفسیاتی حربوں میں ان کی مہارت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ عالمِ اسلام کی قوت وشوکت کے مظاہرے کے لیے انہوں نے دفاع پاکستان کے اہم ترین مرکز لاہور کو منتخب کیا تاکہ برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کی رفعت وشوکت کا امین دہلی، اس کے اثرات ومضمرات کو اچھی طرح سے محسوس کرے مگر افسوس کہ عین اسی مرحلہ پر بعض ملکوں نے پاکستان کو بنگلہ دیش تسلیم کرنے پر مجبور کیا شاہ فیصل اس موقعہ پر بہت رنجیدہ وکبیدہ خاطر ہوئے۔ مگر اسلامی کانفرنس کے انعقاد اور اتحاد عالمِ اسلامی کو محسوس کرتے ہوئے خاموش رہے اور انہوں نے بنگلہ دیش کو آخری دم تک تسلیم نہ کیا اور نہ ہی مشرقی پاکستان کو کبھی بنگلہ دیش کہا۔ اپنی موت تک وہ مشرقی پاکستان کے مسلم تشخص کو بحال کرنے اور اسے بھارتی تسلط سے نجات دلاکر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے اور پھر پاکستان اور پوری مسلم دنیا کو قریب لانے کے لیے بڑے تدبر سے کام کرتے رہے۔

شاہ فیصل سے جب بھی بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کو کہا گیا۔ انھوں نے ہمیشہ انکار کیا اور اپنی طرف سے یہ شرائط پیش کرتے رہے۔

- بنگلہ دیش کا نام مشرقی پاکستان ہی رکھا جائے۔
- دستور سے سیکولرازم اور سوشلزم کو خارج کر دیا جائے اور اسے صحیح معنوں میں اسلامی بنایا جائے۔
- بھارت کی فوجیں مکمل طور پر مشرقی پاکستان سے نکل جائیں۔
- پاکستانی فوج سے تعاون کو جرم قرار دینے والا قانون واپس لیا جائے۔

Marfat.com

- پاکستان کے حامیوں کو جیلوں سے رہا کر دیا جائے ۔
- اسلام کے نام پر تنظیمیں اور جماعتیں بنانے پر سے پابندی ہٹا لی جائے
- پاکستان سے واجبات اور اثاثات کی تقسیم کے دعوے ختم کئے جائیں ۔

شاہ فیصل نے ان شرائط کی تکمیل پر نہ صرف بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے بلکہ امداد کا سادہ چیک دینے کی بھی پیش کش کی ۔ اس بات کا قوی امکان موجود ہے کہ شیخ مجیب الرحمٰن اپنی مالی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے ان شرائط کو قبول کرنے پر مجبور ہو جاتے ، مگر صد حیف کہ شاہ فیصل کی زندگی نے وفا نہ کی اور وہ مسجد اقصیٰ کی بازیابی اور مشرقی پاکستان کی بحالی کی حسرت لئے ، اس دنیا سے رخصت ہوئے ۔

سعودی عرب کے باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ پاکستان کے دستور لفظ سوشلزم کمیونزم اور سیکولرازم کو صیہونیت کی اسلام دشمن سازشوں کی مختلف کڑیاں کہا کرتے تھے ، ۱۰ جنوری ۱۹۷۳ ء کو حج کے موقع پر اُنہوں نے جو تقریر کی اس میں بھی یہ اشارات ملتے ہیں ۔ شاہ فیصل نے کہا :۔

> "اس سال کئی ایسے اہم واقعات رونما ہوئے ہیں جو مسلمانوں پر اثر انداز ہوئے ، وہ واقعات جو ہمارے برادر ملک پاکستان میں پیش آئے ۔ یہ بلاشبہ ان سازشوں کا ایک حصّہ تھے جو ان گروہوں نے تیار کی تھیں ۔ جو اسلام کے خلاف نبرد آزما ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کے درپے ہیں ۔ ان گروہوں کی قیادت بین الاقوامی صیہونیت کے

ہاتھوں میں ہے۔ جو اپنی سازشوں اور حملوں کا اپنے ایجنٹوں مثلاً کمیونسٹوں تخریب کاروں اور مذہب کے دشمنوں کے ذریعے بالواسطہ یا بلاواسطہ طریقے سے ارتکاب کرتے ہیں۔

میں اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ اگلی بار ہم خدا کے فضل وکرم سے اپنے وہ مقاصد پالیں، جس کے لئے ہم کوشاں ہیں۔ یعنی اپنے دین کی فتح کے لئے۔ اپنے دشمنوں پر مضبوط گرفت کے لئے، ــــ اپنے مقدس مقامات اور اپنے وطن کی آزادی کے لئے اور ساتھ ہی ساتھ دشمنانِ دین سے اپنی عزت اور اپنے وقار کے انتقام کے لئے۔"

حقیقت یہ ہے کہ شاہ فیصل نے پاکستان کو ہمیشہ اپنا برادر ملک سمجھا، انہیں پاکستان سعودی عرب کی طرح ہی عزیز تھا اور وہ اس کے خلاف کوئی بات تک سننا گوارا نہ کرتے تھے۔

Marfat.com

قاتل فیصل — مقتول فیصل

۱۸ر جون ۱۹۷۵ء

یہ دن عدل وانصاف کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس روز سعودی عرب کے حکمران شاہ فیصل کے قاتل شہزادہ فیصل بن مساعد کا سر قلم کر دیا گیا اور اس طرح اسلام کے بطلِ جلیل کا قاتل اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ دنیا نے تسلیم کیا کہ اسلام زندہ ہے۔ اس دینِ فطرت کی روایات تابندہ ہیں اور سعودی عرب واقعتاً ایک اسلامی مملکت ہے۔ جہاں شریعت کے قوانین کا احترام کرتے ہوئے ان پر عمل کیا گیا ہے۔ ۱۸ر جون کا وہ منظر ہر کسی نے دیکھا، کوئی چشم دید گواہ ہے اور کوئی وہ منظر اخبارات پڑھ کر اپنی نگاہوں کے سامنے لے آیا۔ جب نمازِ عصر کے بعد ریاض کی جامع مسجد کے بالمقابل دراچوک میں سنہری تلوار سے ہزاروں افراد کی موجودگی میں ۲۶ سالہ قاتل کا سر تن سے جدا کر دیا گیا۔ جلاد نے زرد رنگ کا چغہ پہن رکھا تھا اور وہ عربی نژاد حبشی تھا۔ شہزادہ فیصل بن مساعد کی گردن پر تلوار چلاتے وقت اس کا چہرہ تاثرات سے عاری تھا۔ قاتل کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ اس

Marfat.com

کی آنکھوں پہ پٹی نہیں باندھی گئی تھی اور نہ ہی اس کے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات تھے۔ اُسے اسی حالت میں دراچوک میں لایا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ گھٹنوں کے بل جھکا تو وہ بالکل خاموش تھا۔ جونہی جلاد نے سنہری تلوار سر قلم کرنے کے لئے بلند کی، مجمع نے اللہ اکبر کا فلک شگاف نعرہ لگایا اور آن کی آن میں خون کے چھینٹے دور دور تک پھیل گئے۔

سعودی عرب کے شاہی خاندان میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ شہزادے کو موت کی سزا دی گئی۔ شہزادہ فیصل بن مساعد سے قتل کے سلسلہ میں تین ماہ تک پوچھ گچھ کی گئی۔ تحقیقات کرنے والوں میں شاہ فیصل کے جانشین شاہ خالد بھی شامل تھے۔ جس کے بعد مقدمہ کی ساری تحقیقات شرعی عدالت میں پیش کی گئی اور عدالت نے شہزادہ فیصل بن مساعد کو موت کی سزا دینے کا فیصلہ کیا، جس کی توثیق شاہ خالد نے کر دی۔ شاہ فیصل کے قتل کے بارے میں یہ افواہیں بڑی گرم تھیں کہ انہیں کسی غیر ملکی طاقت کے اشارے پر شہید کیا گیا ہے اور ان کے بہت سے ساتھی ان کے قتل میں ملوث ہیں، ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کا تجزیہ ہے کہ شاہ فیصل پر قاتلانہ حملے کے پس پردہ جو سازش کارفرما تھی اب اس سے پردے اُٹھ رہے ہیں۔ یہ بات محض افسانہ ثابت ہوئی ہیں کہ عید میلادالنبی کی تقریب میں قاتل مبارکباد دینے کے بہانے شاہ فیصل کی طرف بڑھا اور اب یہ حقیقت منظرِ عام پر آئی ہے کہ شاہ فیصل اپنے دفتر میں تشریف فرما تھے۔ ان کے پاس سعودی عرب اور کویت کے وزرائے تیل بیٹھے تھے کہ قاتل پہریداروں کی مزاحمت کے باوجود دفتر میں آن گھسا اور اس نے شاہ فیصل کو گولی کا نشانہ

بنا دیا۔ یہ درست ہے کہ وہ بھتیجا تھا۔ اس لئے بے تکلفی سے آسکتا تھا، لیکن ایسا امکان کسی دوسرے ملک میں تو ہو سکتا ہے۔ لیکن سعودی عرب میں ناممکن تھا، جہاں بھتیجوں کی تعداد تین سو کے لگ بھگ ہے اور ظاہر ہے کہ انہیں آزادانہ رسائی حاصل نہیں ہو سکتی۔ یوں بھی جب ایک بادشاہ اپنے ایک وزیر اور ایک غیر ملکی وزیر کے ساتھ اہم مذاکرات میں مصروف ہو، تو ایسی صورت میں بھتیجا تو در کنار، بادشاہ کا بیٹا بھی اندر آنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ریڈیو ریاض کا یہ اعلان بھی کسی سازش کے وجود کا غماز ہے کہ شاہی محل کے تمام محافظوں اور پہریداروں کو برطرف کر دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ ان پہ فرائض میں کوتاہی برتنے کا الزام ہے، غرض جس پہلو سے بھی غور کریں، یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ قتل کے پیچھے کوئی سازش تھی۔ رائٹر کے بیان کے مطابق سعودی عرب کے سرکردہ رہنماؤں نے بھی اس شبے کا اظہار کیا کہ قتل میں بعض دوسرے عناصر کارفرما ہیں مغربی ممالک میں بھی سازش کا شبہ ظاہر کیا گیا۔ اور بجا طور پہ یہ سوال اُٹھایا گیا کہ اگر قاتل پاگل ہی تھا، تو ایک پاگل کو پستول لے کر شاہ فیصل کے پاس جانے کی اجازت کیونکر دی گئی۔

بعض مبصرین نے کہا ہے کہ غالباً فیصل بن مساعد نے اپنے بھائی خالد کی موت کا انتقام لیا ہے، جس نے دو سال قبل ٹیلی ویژن کے اجراء کے خلاف سعودی ٹیلی ویژن ہیڈ کوارٹرز کے باہر مظاہرے کا اہتمام کیا اور چونکہ جلوس نے منتشر ہونے سے انکار کر دیا۔ اس لئے سکیورٹی فورس

Marfat.com

کے جوانوں نے اسے گولی سے اُڑا دیا۔ یہ خبر پہلی بار سنی گئی، اس لئے اتنی قرین قیاس معلوم نہ ہوئی، کیونکہ ٹیلی ویژن ہیڈ کوارٹر جدہ میں واقع ہے، جہاں غیر ملکی سفارتخانے بھی موجود ہیں۔ ایسے میں حیرت کی بات ہے کہ مظاہرے اور ایک شہزادے کی موت جیسی اہم خبر کیسے باقی دنیا تک نہ پہنچ سکی دوسری بات یہ ہے کہ ٹی وی کا اجرا دو سال پہلے نہیں، دس سال پہلے ہوا تھا۔ لیکن شاہ فیصل جو قدامت پسندوں اور جدت پسندوں کے درمیان ہمیشہ ایک توازن قائم رکھتے تھے، اس بات پہ راضی نہ ہوئے۔ انہوں نے سینما کے اجراء کی اجازت تو نہ دی، البتہ ٹیلی ویژن کے اجراء پہ رضامندی ظاہر کر دی، لیکن بعض پروگراموں پہ خاص پابندیاں لگا دیں۔ چنانچہ تمام غیر ملکی فلموں کو سختی سے سنسر کیا جاتا رہا اور اس بات کا اب تک خیال رکھا جاتا ہے کہ کوئی جنسی منظر پیش ہو اور نہ شراب نوشی کا۔ نیز ٹیلی ویژن پہ اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب کا پرچار بھی ممنوع ہے۔ یہ رسم بھی ابتدا سے جاری ہے کہ ہر نماز کے لئے پروگرام میں دس منٹ کا وقفہ دیا جاتا ہے۔ اس دوران میں ٹیلی ویژن پہ صرف کلمہ طیبہ کی نمائش ہوتی ہے۔

سعودی عرب میں جب ٹیلی ویژن کا آغاز ہوا، تو صرف دینی پروگرام پیش کئے جاتے تھے۔ آہستہ آہستہ دوسرے پروگرام شروع کئے گئے۔ اس وقت تک سعودی عرب میں چھ ٹیلی ویژن سٹیشن قائم ہو چکے ہیں اور جدہ میں تو اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ۵ لاکھ آبادی کے اس شہر میں دس لاکھ ٹی وی سیٹ ہیں۔ کیونکہ بعض گھرانوں میں تین تین چار چار سیٹ نصب ہیں۔

Marfat.com

ایسے میں دو سال قبل کا مظاہرہ کسی اور مسئلے پر ہوا ہو تو کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ البتہ یہ غلط ہے کہ ٹی وی کے خلاف کوئی مظاہرہ ہوا ہو۔

خالد بن مساعد کے تعلیمی پس منظر کا کوئی علم نہیں، لیکن فیصل بن مساعد کے بارے میں تو یہ بات الم نشرح ہو چکی ہے کہ وہ حد سے زیادہ تجدد پسند تھا۔ یہاں تک کہ حشیش، ایل ایس ڈی اور دوسری منشیات کا ذخیرہ بھی اپنے پاس رکھتا تھا۔ اُس نے امریکہ سے علم السیاست کی ڈگری حاصل کی ظاہر ہے کہ اس کے بڑے بھائی نے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہو گی۔ ایسے میں یہ کہنا عجیب معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بھائی نے ٹیلی ویژن کے خلاف اتنا زبردست احتجاج کیا کہ زندگی کی قربانی دے ڈالی۔ اور چھوٹے بھائی نے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود محض انتقام کے لئے شاہ فیصل کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔

اس کی ایک اور تاویل بھی ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ ۱۹۶۹ء میں سعودی فضائیہ میں بغاوت کا انکشاف ہوا، تو اس میں بعض شہزادے بھی ملوث پائے گئے۔ دوسرے مغربی مبصرین وقتاً فوقتاً اس خدشے کا اظہار کرتے چلے آئے ہیں کہ ریڈیکل نوجوان افسر، بغاوت کا پرچم بلند کر سکتے ہیں۔ اس لئے شاہ فیصل نے بچاؤ کی خاطر فوج پر مستزاد بدوؤں کے نیشنل گارڈ منظم کئے اور پھر انہیں توپوں اور ٹینکوں سے مسلح کر دیا۔ عین ممکن ہے کہ شہزادہ فیصل بن مساعد کا تعلق ریڈیکل نوجوان افسروں سے ہو۔ ڈیلی ٹیلی گراف کی رپورٹ کے مطابق اردن اور عراق سے فوجی دستوں کی واپسی بھی تشویش کا ایک ممکنہ ذریعہ تھی۔ پس عین ممکن ہے کہ فیصل بن مساعد کی حرکت

Marfat.com

کے پس منظر میں مختلف عناصر کار فرما ہوں۔ ان میں گہرا تال میل ہو۔ لیکن ظاہر ہے کہ منصوبہ اس رنگ میں کامیاب نہیں ہو سکا، جس رنگ میں سازشیوں کو مطلوب تھا۔

تیل کے نرخوں کے سلسلہ میں سعودی عرب اور دوسرے عرب ملکوں نے جو روش اختیار کی، اس سے ساری مغربی طاقتیں متاثر ہوئیں اور انہوں نے جس قسم کے خیالات کا اظہار کیا اور بعض عرب ملکوں پر قبضے تک کا جس انداز میں تذکرہ کیا، اس سے بھی مترشح ہوتا تھا کہ وہ کوئی بڑی تبدیلی چاہتی ہیں۔ اس سلسلہ میں نیویارک ٹائمز میگزین کے ۱۶ فروری ۱۹۷۵ء کے شمارہ میں ڈینیل ژرکن کا جو مقالہ "معاشی سیاسی اور فوجی حل" کے عنوان سے چھپا اس کے چند مختصر اقتباسات یہ ہیں۔

- سعودی عرب کا دعویٰ ہے کہ وہ نرخوں میں اعتدال پیدا کرنے کا حامی ہے، لیکن ۱۹۷۴ء میں قیمتیں بڑھتی چلی گئیں اور دسمبر میں جو اضافہ ہوا، اس کی تجویز شاہ فیصل نے پیش کی۔
- اس سے امریکہ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مشرق وسطیٰ ایک دشمن طاقت (تیل پیدا کرنے والے ملکوں کی تنظیم) کے کنٹرول میں ہے، جو ہماری اپنی اور عالمی معیشت کے خلاف محدود جنگ لڑ رہی ہے۔
- سعودی عرب اور ایران دونوں کی خواہش ہے کہ تیل پیدا کرنے والے ممالک کی تنظیم اور خلیج فارس کے علاقے میں اقتدار حاصل کریں۔

Marfat.com

- کویت اور عراق، ایران اور عراق، اور سعودی عرب اور عراق کے مابین اختلافات سے مغربی طاقتوں کو فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ کہ وہ کبھی ایک کی مدد اور کبھی دوسرے کی مدد سے کشمکش کو تیز کر دیں۔ ان ملکوں میں ایک دوسرے کے خوف اور حسد کے جذبات کو بھڑکائیں اور جہاں تک ممکن ہو، اس کام کو آگے بڑھائیں۔

گویا مقصد یہ تھا کہ تیل پیدا کرنے والے ممالک کو باہمی تنازعات کے ذریعے کمزور کیا جائے اور ان میں پھوٹ ڈالی جائے اور یہ بات تو پہلے ہی منظرِ عام پر آچکی ہے کہ شاہ فیصل ایک ایسی مختصر فوج کو ترتیب دینے کیلئے امریکہ کے غیر سرکاری ماہرین کی مدد حاصل کر چکے تھے، جو سعودی عرب میں امریکی فوج اترنے کی صورت میں تیل کے ذخیروں، پائپ لائنوں اور تیل کی تنصیبات کو اس حد تک تباہ کر سکے کہ کم از کم چھ ماہ تک تیل حاصل کرنا ناممکن ہو جائے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ امریکہ کے اخبارات نے ایسے غیر سرکاری ماہرین پر نکتہ چینی کی تھی۔

شاہ فیصل کے قتل کو ابتدا میں سازشیوں کا ایجنٹ اور فاترالعقل تک کہا گیا کہ اس قتل کے پس پردہ کوئی سازش نہیں تھی۔ بلکہ یہ فیصل بن مساعد کی مجنونانہ حرکت تھی۔ لیکن برطانیہ کے مشہور اخبار ڈیلی ٹیلی گراف نے ۷، مارچ ۷۵ء کے شمارے میں اس قتل کا انکشاف کر دیا تھا۔ اخبار نے اپنے مقالہ نگار آر ایچ سی سٹیڈ کا جو مقالہ تیل قران اور شاہ فیصل کے عنوان سے شائع کیا،

Marfat.com

اس سے معلوم ہوتا ہے یہ سانحہ غیر متوقع نہ تھا۔ اس میں لکھا ہے،

"صدر ناصر نے پورا زور لگایا کہ شاہ فیصل گدی سے اُتار دیئے جائیں اور قتل کر دیئے جائیں۔ صدر سادات کے عہد میں حالات بالکل مختلف ہو گئے، لیکن مستقبل میں خطرہ ہمیشہ رہے گا۔ خواہ وہ ایک حلقے کی طرف سے ہو یا دوسرے حلقے کی طرف سے۔"

مقالہ نگار نے مزید لکھا کہ شاہ فیصل کی گدی آخری دم تک تپش سے بھرپور رہے گی۔ یہی کیفیت ان کے جانشین کی ہو گی، جو بظاہر شہزادہ فہد یا فواد ہوں گے؟ ان کی عمر چون سال ہے۔ شاہ فیصل کے سوتیلے بھائی ہیں۔ وزیرِ داخلہ ہیں، مغرب نوازی اور قابلیت کے سلسلے میں اعلیٰ شہرت رکھتے ہیں اُنہوں نے ملک کے باہر تقریروں میں مشاورتی کونسل کی تخلیق کی طرف اشارے کئے ہیں اور یہ وہ بات ہے، جو فیصل کو پسند نہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مقالہ نگار نے قتل کے امکانات کی بنیاد شواہد پر پر رکھی؟ شاہ فیصل کی گدی کو تپش سے بھرپور کیوں بتایا اور وہ اس وقت کے باوجود کہ گذشتہ پانچ برسوں کے درمیان تو شاہ فیصل کی ساری بیرونی مخالفت ختم ہو چکی تھی۔ بنا بریں یہ بات تو سب کو معلوم تھی کہ ولی عہد کے عہدہ کے لئے خالد بن عبدالعزیز برس ہا برس پہلے منتخب ہو چکے ہیں۔ پھر جانشین کے لئے دوسرا نام کیوں لیا گیا اور شہزادہ فہد پر مغرب نوازی کا الزام کیوں عائد کیا گیا۔ یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ شاہ فیصل کمیونزم کے اتنے مخالف تھے کہ اُنھوں نے کسی کمیونسٹ مملکت کے ساتھ

Marfat.com

سفارتی تعلقات بھی گوارا نہ کئے۔ ان کی دوستی تھی تو امریکہ سے، جس سے وہ اسلحہ حاصل کرتے تھے اور فوجی ماہرین بھی۔ لیکن جہاں امریکہ اسرائیلی گٹھ جوڑ کا سوال آتا، تو شاہ فیصل امریکہ کی ڈٹ کر مخالفت کرتے۔ ان کے طرزِ عمل میں اعتدال نمایاں تھا اور وہ دنیائے عرب کی انتہا پسند مملکتوں اور امریکہ کے درمیان ایک پل کا کام دیتے تھے۔ ان کا مقصد محض یہ تھا کہ اسرائیل کی جارحیت کے آثار ختم کئے جائیں اور دنیائے عرب متحد ہو۔

سعودی عرب میں فیصل بن مساعد کے خلاف قتل کی جو تحقیقات مکمل ہوئی وہ مذکورہ خدشات و انکشافات سے بالکل مختلف ہے۔ ابتدا میں کہا گیا تھا کہ ملزم کا دماغی توازن خراب ہے، لیکن رپورٹ کے مطابق ڈاکٹروں نے اسے صحیح الدماغ قرار دیا، جس کے بعد شرعی قوانین کے مطابق ملزم کے خلاف مقدمہ کی سماعت ہوئی، جس نے اسے سزائے موت کا حکم سنا دیا۔ ساتھ ہی شرعی عدالت نے لکھا کہ شاہ فیصل کا قتل شہزادہ فیصل بن مساعد کا انفرادی فعل ہے، اس لئے اسلامی قوانین کی رد سے اسے قتل کی سزا دی جا رہی ہے۔ اس فیصلے کے بعد یہ موضوع ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا کہ شاہ فیصل کا قتل ایک سازش کا نتیجہ تھا کہ شہزادہ فیصل بن مساعد کے فاترالعقل ہونے کی علامت۔ اب یہ بحث ختم ہو چکی ہے۔

Marfat.com

شاہ فیصل کا سعودی عرب

جس وقت بھارت کے ناپاک قدم پاکستان کی مقدس سرزمین پر پڑ رہے تھے۔ اس وقت پاکستان سے ہزاروں میل دور سعودی عرب کے در و دیوار جہاد فی اسلام کی ولولہ انگیز صدا سے گونج رہے تھے۔ یہ وہ وقت تھا۔ جب پاکستان کی سرحدوں پہ فرزندانِ توحید، کفار سے برسرِ پیکار تھے۔ اور حرم شریف اور مدینہ منورہ میں لاکھوں کلمتہ الحق کے شیدائی بارگاہِ صمدیت میں سربسجود ہو کر پاکستان کی فتح و کامرانی اور مظلوم کشمیریوں کی آزادی کے لئے دُعائیں مانگ رہے تھے۔ جنگ کے دوران میں سعودی عرب کے شاہ فیصل نے پاکستان کو ہر ممکن امداد دینے کی پیش کش کی۔ اور یہ یقین دہانی کرائی کہ "سعودی عرب ہمیشہ پاکستان کا ساتھ دے گا۔ اور ضرورت پڑنے پر اس کی پوری پوری حمایت کرتا رہے گا۔" سترہ دن کی جنگ کے بعد پاکستان قومی اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر جناب اے ٹی ایم مبین نے جب ۱۳ر نومبر ۶۵ء کو سعودی عرب کا دورہ کیا تو آپ کو باشندگانِ سعودی عرب کے دلوں میں پاکستان کی بے پناہ محبت کا جذبہ دیکھ کر از حد مسرت ہوئی۔

Marfat.com

پاکستان کے ساتھ سعودی عرب کے باہمی روابط نہایت دوستانہ ہیں۔ مزید براں یہ دونوں ملک اسلام کے مقدس رشتے میں بندھے ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کے جذبات و احساسات، اور تاریخ اور تہذیب کی قدریں بھی آپس میں ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ سعودی عرب کی تاریخ صدیوں پرانی ہے۔ روایت اغلب ہے کہ عرب دنیا کا قدیم ترین ملک ہے۔ یہاں کی سرزمین نے سینکڑوں نقوش بنتے اور بگڑتے دیکھے ہیں۔ کفر و اسلام کی بیشتر ابتدائی جنگیں یہیں لڑی گئیں۔ ایک عرصہ سے یہاں کفر پھیلا ہوا تھا۔ اور اس کی تاریکیوں میں اسلام کی قندیل جلانے کے لیے دو جہاں کے سرور یہیں رونق افروز ہوئے۔

سعودی عرب۔ ایشیا کے جنوب مغرب اور پاکستان کے مغرب کی جانب واقع ہے۔ اس کے مشرق میں خلیج فارس اور بحر عمان۔ جنوب میں بحیرۂ عرب، مغرب میں بحیرۂ قلزم اور نہر سویز اور شمال میں ملک شام ہے۔ محل وقوع کے اعتبار سے ملک کے تین حصوں کی طرف پانی ہے اور ایک طرف یعنی شمالی جانب خشکی ہے۔ جس طرف عراق شام اور دوسرے ممالک بستے ہیں۔ اس حدود اربعہ کی وجہ سے سعودی عرب کو جزیرہ نمائے عرب کہنا زیادہ مناسب ہے گو خود عرب کے لوگ اس کو جزیرۂ عرب کہتے ہیں۔

سعودی عرب کا کل رقبہ ۸ لاکھ ۸۲ ہزار مربع میل اور آبادی ۱۹۶۳ء کی مردم شماری کے مطابق ۸۰ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ مذکورہ بالا رقبہ میں سے تقریباً ۴ لاکھ مربع میل کا علاقہ ریگستانی ہے۔ سب سے بڑا ریگستان "الربع الخالی" ہے۔

Marfat.com

جو علین وسط میں واقع ہے۔ اس عظیم ریگستان کے شمال میں بحرین کا صوبہ، شمال مشرق میں عمان واقع ہے۔ جس کا صدر مقام مسقط ہے۔ جنوب مشرق میں حضر موت اور جنوب میں یمن ہے۔ الربع الخالی کے عین شمال میں نجد واقع ہے جو تمام کا تمام ریگستان ہے۔ اس کے جنوبی حصے کو یمامہ کہتے ہیں۔ اور اسی میں ریاض واقع ہے۔ جو سعودی عرب کی حکومت کا دار السلطنت ہے۔ یہیں شاہ فیصل رہائش پذیر ہے۔ سلطان ابن سعود پہلے نجد کے حکمران تھے، اُنھوں نے ۱۹۲۶ء میں شریف حسین کو حجاز سے بیدخل کر کے موجودہ سعودی مملکت کی بنیاد ڈالی تھی۔

مجموعی لحاظ سے سعودی عرب گرم اور خشک علاقہ ہے۔ ملک کا بیشتر حصہ ریگستانوں اور چٹیل پہاڑوں پر مشتمل ہے۔ جہاں کہیں پانی کے چشمے ہیں۔ وہاں کھجوروں کے جھنڈ اور دوسری سبزی کی وجہ سے لوگ آباد ہیں۔ ساحلی علاقوں میں آبادی نسبتاً زیادہ ہے۔ ملک میں کہیں کہیں موسمی ندی نالوں کی وجہ سے بستیاں آباد ہیں۔ بعض علاقوں میں سخت لو چلتی ہے۔ جسے باد سموم کہتے ہیں۔

سعودی عرب میں اونٹ انسان کی سب سے بڑی دولت ہے۔ اسے جہاز صحرا کہا جاتا ہے۔ نجد کی چراگاہوں میں عمدہ گھوڑے اور خچریں بھی پائی جاتی ہیں۔ کھجور سعودی عرب کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔ کھجور کی لکڑی اور پتوں سے مکانات بھی تعمیر کیے جاتے ہیں۔ اور اس پھل سے سرکہ بھی کشید کیا جاتا ہے۔ ۱۹۳۶ء میں پیٹرول کی دریافت سے پہلے سعودی عرب کی نوے فیصد آمدنی کا انحصار حاجیوں پر تھا۔ لیکن اب حاجیوں سے ہونے والی آمدنی کل میزانیہ کے پانچ فیصد سے زیادہ نہیں، کویت کے بعد اسلامی دنیا میں سب سے زیادہ

تیل سعودی عرب میں ہی ہوتا ہے ۔ اس کی آمدنی نے ملک میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے ۔ اور ملک میں لوہے اور دوسری معدنیات کے کثیر ذخائر کا انکشاف بھی ہوا ہے ۔

اس وقت سعودی عرب میں روپے کی ریل پیل ہے اور ملک میں پہلے سے زیادہ خوشحالی آ چکی ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مشہور حدیث پوری ہونے والی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ " قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی ۔ جب تک سرزمین عرب ایک بار پھر خوشحال نہیں ہو جائے گی ۔ سیاسی حیثیت سے بھی سعودی عرب کا مستقبل امید افزا نظر آتا ہے ۔ شاہی اختیارات میں کمی ہو رہی ہے ، شاہی خاندان کے اخراجات کم کیے جا رہے ہیں ۔ غلامی کا رواج ممنوع قرار دیا گیا ہے ۔ اور تعلیم تیزی سے فروغ پا رہی ہے ۔

سعودی عرب میں اس وقت خلیج فارس کی بندرگاہ دمام سے دارالحکومت ریاض تک ریلوے لائن بچھائی جا چکی ہے اور ترکوں کی بنائی ہوئی حجاز ریلوے کی مرمت کا کام اب پایہ تکمیل کو پہنچنے والا ہے ۔ اور اس کے ساتھ ہی جدہ اور مکہ معظمہ کو آپس میں ریلوے لائن کے ذریعے ملانے کے منصوبے پر سختی سے عمل درآمد ہو رہا ہے ۔ سعودی عرب قدیم میں اس قدر پس ماندہ ملک تھا کہ آج جب اس کی ترقی کا ذکر کیا جاتا ہے تو یقین نہیں آتا ، جدہ ، مکہ اور ریاض جدید ترین شہر بن چکے ہیں ۔ اور مسجد نبوی کی توسیع اس قدر وسیع پیمانے پر ہو چکی ہے کہ آج وہ دنیا کی سب سے بڑی مسجد بن چکی ہے ۔ اور حرم کعبہ کی توسیع کا کام بھی مکمل ہو چکا ہے ۔

Marfat.com

سعودی عرب وہ مقدس سرزمین ہے جہاں سے مذہبِ اسلام کی عظمت کے سوتے پھوٹے ۔ یہاں اسلام کی تاریخ کی ان گنت یادگاریں دینِ اسلام کی حقانیت کا مظاہرہ کر رہی ہیں ۔ ان میں کئی مسجدیں اور صحابہ کرامؓ کے مقابر شامل ہیں ۔ مزید برآں فرزندانِ توحید کی سب سے بڑی زیارت گاہ مدینہ منورہ ہے ۔ جہاں فخرِ دوجہاں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرما ہیں ۔ مسجد نبوی بھی یہیں ہیں ۔ مدینہ منورہ مکہ سے شمال کی جانب قریباً دو سو میل کے فاصلے پر واقع ہے ۔ ہجرتِ نبوی سے قبل اس شہر کا نام یثرب تھا ۔ پھر یہ مدینۃ النبی کے نام سے مشہور رہا ۔ مکہ معظمہ جیسے حضورؐ کے مولد و مسکن ہونے کا شرف حاصل ہے ۔ سعودی عرب ہی میں واقع ہے یہاں بیت اللہ شریف ہے ۔ جہاں ہر سال لاکھوں مسلمان فریضہ حج ادا کرنے جاتے ہیں ۔ سعودی عرب کے یہ دونوں شہر صوبہ حجاز میں واقع ہیں ۔ شہر مکہ سے جنوب مغربی جانب کو پچاس میل کے فاصلے پر طائف ہے ۔ سعودی عرب کا یہ صحت افزا مقام سطح سمندر سے ۶۱۰۰ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے ۔ جدہ کی بندرگاہ مکہ کے قریب کے ساحل پر واقع ہے ۔ سعودی عرب کی یہ بندرگاہ دنیا بھر میں مشہور ہے ۔ علاوہ ازیں "تبلیغ" بھی سعودی عرب کی بندرگاہ ہے ۔

روایت ہے کہ سعودی عرب کے لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی اولاد سے ہیں ۔ ان میں عرب بائدہ ، عرب عاربہ ، اور عرب مستعربہ ، خاص طور پر مشہور قبیلے ہیں ۔ ان کے علاوہ آج کل قریش ، حمیر ، کہلان ، ازد ، ربیعہ ، وغیرہ بہ مختلف نسلوں اور قبیلوں کے لوگ بھی آباد ہیں ۔ سعودی عرب کی قومی زبان عربی ہے ۔ اہل عرب کو اپنی زبان کی فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز ہے ۔

یہی وجہ ہے کہ وہ باقی دنیا کے تمام لوگوں کو اہل عجم یا عجمی (گونگا) کہتے ہیں۔ سعودی عرب میں معاشرے کی قبیلہ وارانہ تنظیم قدیم سے چلی آ رہی ہے۔ سعودی عرب کے باشندے بڑے مہمان نواز، رحمدل، اور متحمل مزاج ہیں۔

سعودی عرب کے لوگوں میں اپنے پاکستانی مسلمان بھائیوں کی محبت کا جذبہ بدرجہ اتم موجزن ہے۔ اور وہ انگریز سامراج کو بُری نظروں سے دیکھتے ہیں۔ سعودی عرب آزادی کا حامی ہے۔ ۱۹۴۷ء میں اقوام متحدہ میں تقسیم فلسطین کے مسئلے پر بحث کے موقع پر جب شاہ فیصل اپنے ملک سے وفد کی قیادت کر رہے تھے، امریکہ نے اس وقت اس کے خلاف ووٹ دیا۔ اس وقت سے لیکر اب تک سعودی عرب نے امریکہ کے اس جرم کو معاف نہیں کیا۔

جمیل احمد شرقپوری نقشبندی
پاکستان
ذخیرہ

Marfat.com

سیرت ابن ہشام

سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور سیرتِ مقدسہ پر سب سے زیادہ مستند مفصل مکمل اور قدیم تصنیف جو دوسری صدی ہجری میں لکھی گئی یہی وجہ ہے کہ سیرت کے موضوع پر قلم اٹھانے والے مورخین اس کتاب کو سرمۂ چشم بنائے ہوئے ہیں کہ ان کی تحقیق اس وقت تک مکمل ہی نہیں ہو سکتی جب تک یہ سب سے پرانی اور سب سے زیادہ مستند کتاب ان کے سامنے موجود نہ ہو — سلیس اور شگفتہ اردو ترجمہ ۲۰×۲۶/۸ سائز کا نیا ایڈیشن — عمدہ آفسٹ پیپر — کامل دو جلدوں میں

مقبول اکیڈمی ◎ لاہور ◎ پاکستان

Marfat.com

سیرتِ ابنِ ہشام

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور سیرتِ مقدسہ پر سب سے زیادہ مستند، مفصل، مکمل اور قدیم تصنیف جو دوسری صدی ہجری میں لکھی گئی یہی وجہ ہے کہ سیرت کے موضوع پر قلم اٹھانے والے مورخین اس کتاب کو سرچشمہ بنائے ہوئے ہیں کہ ان کی تحقیق اس وقت تک مکمل ہی نہیں ہو سکتی جب تک یہ سب سے پرانی اور سب سے زیادہ مستند کتاب ان کے سامنے موجود نہ ہو — سلیس اور شگفتہ اردو ترجمہ $\frac{20\times26}{8}$ سائز کا نیا ایڈیشن — عمدہ آفسٹ پیپر — کامل دو جلدوں میں

مقبول اکیڈمی ◎ لاہور ◎ پاکستان

Marfat.com